امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72 | مورخہ ۱۶؍رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۸؍اپریل ۲۰۲۲ء روز سوموار | شمارہ نمبر 16

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ کتابوں کی دنیا، حکایات اہل دل
■ رمضان المبارک اور روزے
■ غیبت زنا سے بدتر
■ زندگی نام ہے احساس کی بیداری کا
■ بیوی کا مقام ومرتبہ
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

مسلمانوں کی معاشرتی صورت حال

حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ امیر شریعت سادس بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ

رمضان کا مہینہ اس اعتبار سے منفرد ہے کہ مومنین کے قلوب، اللہ اور اس کے رسول کی ہدایات وتعلیمات کی جانب متوجہ رہتے ہیں، یہ توجہ، اہتمام اور اخلاص، اللہ اور اس کے رسول سے تعلق ومحبت کا مظہر اور علامت ہے۔

بندگی رب، طاعت وتقویٰ، حصول ثواب کے لیے مسلمانوں کی اس ماہ میں جدوجہد، محنت، تڑپ نیز مساجد کی جانب ان کی دوڑ، مساجد میں حاضری، خیر کو قبول کرنے اور حق بات سننے کی صلاحیت میں اضافہ کے پیش نظر یہ مناسب ہوگا کہ ائمہ مساجد، علماء، خطباء اور دعاۃ اس ماہ میں معاشرہ کی اصلاح کے موضوعات کو اپنی گفتگو کا محور بنائیں، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مسلم عوام کو ان خرابیوں کی درستگی کی جانب توجہ دلائیں، جن کمزوریوں کی بنا پر مسلم معاشرہ اپنی اسلامی خصوصیات وامتیازات کھوتا جا رہا ہے، معاشرہ میں تیزی سے رو بہ زوال اخلاقی اور روحانی قدروں کی طرف توجہ دلائی جائے، نیز ان پہلوؤں کی نشاندہی کی جائے جہاں سے پانی رس رہا ہے، جس نے نہ صرف فرد وخاندان کو بلکہ پورے معاشرہ کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں سب سے اہم اور بنیادی کوشش ایمان کی پختگی، اللہ کے سامنے جواب دہی کا احساس، حقوق العباد کی ادائے گی اور اعمال صالحہ واخلاق حسنہ سے معاشرہ کو سنوارنے کی مسلسل جدوجہد ہے۔

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ اسلام اپنی روشن تعلیمات کے ذریعہ انسانی سماج میں تعمیری رجحانات کو فروغ دینے اور اعلیٰ اصولوں پر انفرادی واجتماعی فکر وعمل کو ڈھالنے کی مسلسل کوشش کرتا ہے، یہ کوشش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور صحابہ کرام کے معمولات سے ظاہر ہے، مگر انسان اور وہ عناصر جن سے وہ ترکیب پایا ہے، اور وہ اسباب جو خارج میں اس کو ورغلاتے بہکاتے اور بھٹکاتے رہتے ہیں، بلکہ قرآن کی اصطلاح میں "ہوی" (یعنی اپنی اپنی نفسانی خواہشات میں مبتلا ہونا) جو اسے سرکشی اور طغیان تک پہنچا دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ گمراہی وضلالت کے قریب چلا جاتا ہے۔

انسان کی انسان سے باہمی نفرت، حسد، بغض اور کینہ اسے عداوت پر آمادہ کرتی ہے جس کے نتیجہ میں ترک تعلق وجود میں آتا ہے، اور تعلقات کے ٹوٹنے اور کمزور ہونے سے جو دلوں میں کینگی اور انقباض پیدا ہوتا ہے وہی اصل بیماری اور جڑ ہے، جہاں سے فردی گھریلو زندگی میں گھٹن پیدا ہوتا ہے، جس کو اس صورت میں ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ بھاوج کا نند سے، بھائی کا بھائی سے، سالے کا بہنوئی سے اور شوہر کا بیوی سے ٹکراؤ، اختلاف، دوری اور من مٹاؤ ہے حتی کہ صلہ رحمی کے اصول پاش پاش ہو جاتے اور بکھر کر رہ جاتے ہیں مگر انسان اپنی ذاتی انا اور انتقام کی ہوس میں ان تمام حقوق سے منہ موڑ لیتا ہے، جن کی تعلیم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس تک پہنچی ہوئی ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کتنا واضح ہے: "ولا تباغضوا، ولا تحاسدوا، ولا تدابروا، ولا تقاطعوا، وكونوا عباد الله اخوانا، ولا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلاث" (رياض الصالحين ۴۴۰، ۴۴۱) ترجمہ: اور آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ ہی آپس میں حسد کرو اور نہ ہی صلہ رحمی کو ختم کرو بلکہ اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ، اور کسی مسلمان کے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔

سماجی بگاڑ اور فساد کی بہت سی شکلیں ہیں، معاشرہ کے انحطاط کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں مادہ پرستانہ رجحانات، ذخیرہ اندوزی اور اس سے آگے بڑھ کر اپنے پریشان حال عزیزوں، رشتہ داروں اور مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی ضرورتوں سے بے توجہی شامل ہے، انسان جب مال کو اپنا مال تصور کرتا اور اسے خدا کی نعمت نہیں سمجھتا تو پھر وہ بخل کا شکار ہو جاتا ہے اور بخل بھی اس اصل وجہ کا جہاں اس کی مٹھی نہیں کھلتی، یہی انسان جب مال کو اپنی ملکیت تصور کرتا ہے تو پھر اپنی شان وشوکت اور دولت کے اظہار کے لیے شادیات اور دیگر رسومات وتقریبات میں اسے لٹاتا اور پانی کی طرح بہاتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ان نعمتوں اور مال ودولت کے ساتھ کچھ ذمہ داریاں بھی اس عائد کی ہیں اور آزمائش بھی، اللہ تعالیٰ نے مال کو بے جا استعمال کرنے اور شان وشوکت کے اظہار اور برتری کے لیے نہیں دیا، بلکہ انسان کو ان چیزوں کا امین بنایا ہے۔

مال وزر، دولت وثروت اور بینک بیلنس کی محبت اور پھر اس کی ذخیرہ اندوزی اس کو جمع کرنے کی خصلت، ہر ہر شہر میں مکان وپلاٹ خریدنے کی ہوس نے انسان کو ایسی مادہ پرستانہ کیفیت میں ڈال دیا ہے، جہاں سے وہ توکل وقناعت، ایثار وقربانی اور رحم دلی وانفاق کی روح سے کٹ کر خواہشات کے دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے، جہاں نہ والدین اور نہ اعزہ کے حقوق کی فکر رہتی ہے اور نہ پڑوسی وہمسایہ کی۔

ہندوستانی مسلمانوں کی معاشرتی صورت حال تیز رفتار اصلاحات چاہتی ہے، مگر اس کی بنیاد دل ودماغ کی آمادگی اور قلب کا اسلامی احکام کے نفاذ پر پختگی اور وارفتگی کے ساتھ مطمئن ہونا ہے۔

ہر معاشرہ، افراد کا مجموعہ ہے، جس میں ہر گھر اور ہر یونٹ کی بہت اہمیت ہے، ہر گھر ایک خاندان پر مشتمل ہوتا ہے، جس میں ماں باپ، بھائی بہن، بیٹے بیٹیاں، بہو بیٹیاں اور بھاوجیں ہوتی ہیں، ان سب کے آپسی تعلقات وروابط کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنا، ان میں استحکام، مضبوطی اور محبت وخلوص نیز تعاون وخیر خواہی کا ماحول پیدا کرنا بہت ہی اہم کام ہے۔

معاشرتی بگاڑ اور اخلاقی انحطاط کے اسباب میں صرف مادہ پرستی نہیں ہے، بلکہ خود غرضی، ذاتی مفاد کو بھی بڑا دخل ہے، غریب ویتیم لڑکی کو چھوڑ کر دولت مندی کی تلاش، دیندار کے اوپر دنیادار کو فوقیت، قرآن وحدیث کو چھوڑ کر مہمل کتابوں اور رسائل کا مطالعہ، انٹرنیٹ اور ٹی وی کا بکثرت استعمال، وقت اور پیسوں کا غلط استعمال سب شامل ہیں۔

رمضان کے مہینہ میں قلوب پر طاری حجابات کو ختم کرنے اور رفع کرنے کے لیے مستعدی وتیاری ضروری ہے، آسمان سے مدد، خیر وبرکت اور نصرت کا نزول صرف اس میں مضمر ہے کہ مسلمان پورے طور پر اللہ کی پناہ میں آجائیں اور اس کی نازل کردہ کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو اپنے دل ودماغ میں جگہ دیں۔

اپنے بچاؤ کی تدبیروں سے غفلت نہیں برتنا چاہیے

"بہرحال ایسے صوبوں میں جہاں مسلمان بڑی اقلیت میں ہیں مسلمانوں کو اپنے بچاؤ کی تدبیروں سے غفلت برتنا نہیں چاہیے مگر اس بات کو پوری طرح باور کرنا ہے کہ ان کی زندگی مرعوبیت میں نہیں بلکہ شجاعانہ مدافعت اور اسلام کی برتر قوت پر یقین میں ہے، کوئی قوم دشمنوں کے مارنے سے نہیں مرتی؛ بلکہ اپنی اخلاقی اور ایمانی موت سے مرتی ہے ہم کو اسی کی کوشش کرنا ہے کہ مسلمانوں کو ان کے اخلاقی اور ایمانی موت سے بچائیں۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سلطنت وقت ان کی حفاظت کی ذمہ دار ہے اور اسی ذمہ داری کے زیر سایہ وہ اپنی زندگی کا خواب دیکھتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں، کوئی سلطنت نہیں؛ بلکہ خود قوم اپنی زندگی کی ذمہ دار ہے اور قوم کے نوجوانوں پر جو ملت کے سپاہی ہیں ان کی حفاظت کا فرض عائد ہوتا ہے؛ مگر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہماری قوت کا سرچشمہ ہماری ایمانی طاقت کا خزانہ ہے، اس خزانہ کی حفاظت آہنی تیغ وخنجر کے بجائے اسلام کی حقانیت کی تلوار اور ایمان باللہ کے خنجر سے ہو سکتی ہے"

(مولانا سید سلیمان ندویؒ)

اچھی باتیں

☆ جہاں لگے اپنی اہمیت کم ہو رہی ہے وہاں جانا کم کردو، چاہے وہ کسی کا گھر ہو، دفتر ہو یا کوئی اور جگہ ☆ آئینہ جب اٹھایا کرو پہلے دیکھا کرو، پھر دکھایا کرو ☆ نیک بننے کے لیے ایسی کوشش کرو جیسی کوشش خوبصورت دکھنے کے لیے کرتے ہو ☆ استاذ بادشاہ نہیں ہوتا لیکن بادشاہ دیتا ہے ☆ خاک سے انسان بنا ہے، اگر خاکساری نہ ہو تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

"آپ کی جو بھی لڑائی ہے وہ اپنی جگہ ہے، لیکن کورٹ کو بدنام کرنے کی کوشش نہ کریں، ایسا دیکھا جا رہا ہے کہ جج کو بدنام کرنے کا چلن سا ہو گیا ہے، میں اس عدالت میں بھی دیکھ رہا ہوں، یہ ایک نیا چلن ہے۔ پہلے صرف نجی پارٹیاں جج کے خلاف ایسا کرتی تھیں۔ حکومت کی طرف سے ججوں کو بدنام کرنے کی کوششوں کا حالیہ رجحان افسوسناک ہے" (چیف جسٹس این وی رمنا)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں —— رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

موت کو یاد رکھو

جب آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے ٹوٹ کر جھڑ جائیں گے اور جب سب دریا بہہ پڑیں گی اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گی یعنی ان میں سے مردے نکل کھڑے ہوں گے اس وقت ہر شخص اپنے اگلے اور پچھلے اعمال کو جان لے گا، اے انسان تجھ کو کس چیز نے تیرے رب کریم کے ساتھ بھول میں ڈال رکھا ہے، جس نے تجھ کو انسان بنایا پھر تیرے اعضاء کو درست کیا پھر تجھ کو اعتدال پر بنایا اور جس صورت میں چاہا بنایا تجھ کو ترکیب دیدیا، ہرگز مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ تم خود جزا وسزا کو جھٹلاتے ہو اور تم پر تمہارے سب اعمال کے یاد رکھنے والے معزز لکھنے والے مقرر ہیں جو تمہارے سب افعال کو جانتے ہیں، نیک لوگ بیشک آسائش میں ہوں گے اور بدکار لوگ بیشک دوزخ میں ہوں گے، روز جزا کو اس میں داخل ہوں گے اور پھر داخل ہوکر اس سے باہر نہ ہوں گے اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ روز جزا کیا ہے اور ہم پھر مکرر کہتے ہیں کہ آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزا کیا ہے، وہ ایسا دن ہے جس میں کسی شخص کا کسی شخص کے نفع کے لئے کچھ بس نہ چلے گا اور تمام تر حکومت اس روز اللہ ہی کی ہوگی‘‘ (سورہ انفطار، ترجمہ معارف القرآن، ج:۸)

مطلب:۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں علامات قیامت اور اس کے احوال وکوائف کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو آخرت کا یقین دل میں پیدا کرنے اور اس کے ذریعہ اپنی زندگی کے رخ کو متعین کرنے کی تلقین کی اور متنبہ کیا کہ خبردار دنیاوی زندگی کو اپنی آخری منزل نہ سمجھنا کیونکہ دنیا حرکت کا ایک میدان ہے اور تمہاری اس دنیا میں حیثیت ایک راہ گیر کی ہے جو چلتا ہی چلتا ہے ٹھہرتا نہیں اور اس کے مقابل آخرت سکون ابدی کا مقام ہے لہٰذا دنیا دل لگانے کی چیز نہیں اور آخرت دل سے بھلانے کی چیز نہیں، لیکن افسوس یہ ہے کہ آج دنیا میں انسان جن چیزوں سے سب سے زیادہ غافل ہوتا جارہا ہے وہ یہی ہے آخرت سے بے فکر اور اللہ کے حضور جوابدی کا تصور، جو اس وقت ہم سب کی نظروں سے اوجھل ہوتا جارہا ہے، اس لئے قرآن مجید کی مکی سورتوں میں عقیدہ توحید کے بعد قیامت کے ظہور اور جزا وسزا کے وقوع پر سب سے زیادہ زور دیا گیا تاکہ لوگ اپنے اعمال کو درست رکھیں، کسی دھوکہ میں نہ پڑیں، مگر ہوتا یہ ہے کہ اگر معاشرہ اور سماج میں کسی شخص کی موت واقع ہوگئی تو حال کو دیکھ کر مستقبل کے بارے میں فکرمند ہوجاتے ہیں اور انسان سوچنے لگتا ہے کہ ہم کو بھی ایک دن اس دنیا سے جانا ہے لیکن پھر وہ دنیا کے جھمیلوں میں پڑ کر آخرت سے بے خبر ہوجاتا ہے، اسی کو قرآن میں فرمایا گیا کہ تم جلد حاصل ہونے والی چیز کو پسند کرتے ہو اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو حالانکہ وہ ابدی مقام ہے اسی تصور کو قرآن ایمان والوں کے دلوں میں پیوست کرنا چاہتا ہے کہ جس دن آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے گر کر بکھر جائیں گے، قبریں الٹ دی جائیں گی اور تمام مردے زندہ ہوکر اوپر آجائیں گے اس دن ہر آدمی کو اپنے کئے کا علم ہوجائے گا اگر اس نے دنیا میں کوئی کار خیر کیا تو اس کو اس کا اچھا بدلہ ملے گا اور جس نے برے اعمال کئے اس کو سزا دی جائے گی، اگر انسان کے دلوں میں آخرت کو کامیاب بنانے کی فکر پیدا ہوجائے تو اس کی دنیاوی زندگی سدھر جائے گی، پھر اللہ کے سامنے جوابدہی کے تصور سے اس کا دل ہمیشہ لرزتا رہے گا کہ دنیا میں کئے گئے اچھے اور برے اعمال کا حساب دینا ہے اس لئے ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ لوگو! موت کو یاد کرو اور اس کو یاد رکھو جو دنیا کی لذتوں کو ختم کردینے والی ہے، جو دنیا میں اطاعت شعار بن کر زندگی گذاریں گے وہ روز قیامت میں اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی فکر ذہن میں تازہ رکھنے کی توفیق بخشے۔

صدقۂ فطر کے فائدے

’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، ہر مسلمان پر چاہے وہ غلام ہو یا آزاد، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا لازم قرار دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا کہ اسے نماز عید کے لئے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔ (بخاری شریف)

مطلب:۔ صدقہ فطر ہر ایسے مسلمان پر واجب ہے جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت اس کی ملکیت میں ہو تو عید کی نماز سے پہلے مستحق زکوۃ افراد کو دینا لازم ہے تاکہ مساکین وغرباء بھی عید کی خوشی میں شریک رہیں، اگر کسی مجبوری کی وجہ سے عید کے دن تک ادا نہ کرسکے تو بعد میں کسی دن بھی اس کی قضا کرنی لازم ہے، صدقہ فطر کی ادائیگی کے کئی فائدے ہیں: اول یہ کہ صدقہ فطر روزوں کو پاک وصاف کرنے کا ذریعہ ہے، روزہ کی حالت میں شعوری یا غیر شعوری طور پر زبان سے کوئی ناشائستہ باتیں نکل گئیں یا آنکھ سے کوئی غیر شرعی عمل کرلیا تو صدقہ کے ذریعہ روزے ان چیزوں سے پاک وصاف ہوجاتے ہیں، دوسرے یہ کہ عید کی خوشی ومسرت میں ہمارے غریب ونادار بھائی بھی شریک ہوجاتے ہیں اور صدقہ دینے والے کے درجات بلند ہوجاتے ہیں، ایک حدیث میں فرمایا کہ جس کو رمضان کے اختتام کے وقت موت آئی وہ بھی جنت میں داخل ہوگا اور جس کی موت عرفہ کے دن یعنی ۹رذی الحجہ کے ختم ہوتے وقت میں آئی وہ بھی جنت میں داخل ہوگا اور جس کی موت صدقہ دینے کی حالت میں آئی وہ بھی جنت میں داخل ہوگا، یہ کس قدر اجر وثواب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اس کار خیر کے اجر کو بڑھا دیتے ہیں اس لئے اس کے دینے میں ہرگز غفلت وکاہلی سے کام نہ لیجئے اور جس قدر جلد ممکن ہو اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کیجئے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے غافل لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص صدقہ فطر ادا نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے، اس لئے ہر صاحب حیثیت مسلمان پر لازم وضروری ہے کہ صدقہ فطر ادا کریں تاکہ اس کو اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل ہو، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

جمعۃ الوداع کی شرعی حیثیت

س: رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو جمعۃ الوداع یا الوداعی جمعہ کہا جاتا ہے، اس جمعہ کا عوام دوسرے جمعہ کی بہ نسبت کچھ زیادہ ہی اہتمام کرتے ہیں، نئے نئے کپڑے پہنتے ہیں اور اس کے لئے خاص تیاری کرتے ہیں، بعض مسجدوں میں مخصوص خطبہ ہوتا ہے جو الوداع و الفراق یا شهر رمضان اور حسرت وافسوس کے کلمات پر مشتمل ہوتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج: رمضان المبارک کے آخری جمعہ کی حیثیت بھی وہی ہے جو دوسرے جمعہ کی ہے یعنی غسل کرنا، خوشبو لگانا، سورہ کہف کی تلاوت کرنا، مسجد میں جلد حاضر ہونا درود شریف کی کثرت کرنا وغیرہ اس کو بطور جمعۃ الوداع منانا اس کے لئے خاص تیاری کرنا، نئے کپڑے سلوانا اور مذکورہ خطبہ پڑھانا کتاب وسنت، حضرات صحابہ کرام تابعین وتبع تابعین سے ثابت نہیں ہے، فقہانے اسے مکروہ وبدعت قرار دیا ہے لہذا اس سے پرہیز کیا جائے، ویسے رمضان کے آخری عشرہ کا ہر دن اس حیثیت سے زیادہ قابل توجہ ہے کہ اس عشرہ میں عبادت، ذکر واذکار اور تلاوت قرآن کا اہتمام کیا جائے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا معمول ان دنوں میں دوسرے دنوں کی بہ نسبت بڑھ جایا کرتا تھا: "قالت عائشة رضی اللہ عنها کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یجتهد فی العشر الاواخر مالایجتهد فی غیره" (صحیح مسلم: ۲۷۸۸م باب الاجتهاد فی العشر الاواخر من رمضان)

نماز جمعہ وعیدین کی تکرار جماعت

س: بہت سارے شہروں میں خاص کر مارکیٹ کی مسجدوں میں جمعہ وعیدین میں نمازیوں کی تعداد اتنی بڑھ جاتی ہے کہ مسجدیں تنگ پڑ جاتی ہیں، لوگ سڑکوں اور عام گزرگاہوں پر صفیں لگا کر نماز پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک جام ہوجاتا ہے، لوگوں کو غیر معمولی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بعض جگہوں پر غیر مسلموں کی جانب سے تشدد اور ناخوشگوار واقعات بھی پیش آجاتے ہیں، بعض جگہوں پر تو حکومت نے سڑکوں پر نماز پڑھنے سے روک لگادی ہے، ایسی صورت میں مسجدوں میں تکرار جماعت کی گنجائش ہے یا نہیں؟

ج: عام حالات میں بلاعذر شدید ایک مسجد اور ایک عیدگاہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے، لیکن اگر معقول عذر ہو، شدید بارش ہورہی ہو، سڑکوں پر نماز پڑھنے میں لوگوں کو غیر معمولی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہو، فتنہ وفساد اور اختلاف وانتشار کا اندیشہ ہو اور مسجد کے علاوہ کوئی ایسی جگہ نہ ہو جہاں جماعت کی جاسکے تو ایسی صورت میں ایسی جگہوں پر مسجد میں تکرار جماعت کی گنجائش ہے کیوں کہ تکرار جماعت کی کراہت کی اصل علت تقلیل جماعت (پہلی جماعت میں افراد کا کم ہونا) ہے اور یہاں علت نہیں پائی جارہی ہے: "ولان التکرار یودی الی التقلیل الجماعة، لان الناس اذا علموا انهم تفوتهم الجماعة فیتعجلون فتکثر الجماعة، واذا علموا انها لاتفوتهم یتاخرون فتقل الجماعة وتقلیل الجماعة مکروه بخلاف المساجد التی علی فوارع الطرق لانها لیست لها اهل معروفون، فاداء الجماعة فیها مرة بعد اخری لایودی الی تقلیل الجماعة" (بدائع الصنائع: ۱/۳۸۰)

نیز امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ہیئت بدل کر تکرار جماعت کی اجازت دی ہے: "وعن ابی یوسف: اذا لم تکن علی الهیئة الاولیٰ لاتکره والاتکره وهو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الهیئة کذا فی البزازیة وفی التاتارخانیة عن الولو الجیة وبه ناخذ" (رد المحتار: ۲/۶۴) دوسری طرف، راستہ پر نماز پڑھنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے: عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیه وسلم نهی أن یصلی فی سبعة من اطن، فی المزبلة والمجزرة والمقبرة وقارعة الطریق وفی الحمام ومعاطن الابل وفوق ظهر بیت اللہ" (سنن الترمذی: ۱/۸۱، باب ماجاء فی کراهیة مایصلی الیه و فیه)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے (۱) کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ (۲) مذبح میں (جہاں جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہو (۳) قبرستان میں (۴) مصروف راستہ میں (۵) حمام میں (۶) اونٹوں کے باڑے میں (۷) بیت اللہ کی چھت پر۔ ویسے بھی عام راستہ عوامی ملکیت کی چیز ہے جس سے سبھوں کو گزرنے کا حق ہے، راستہ کو محبوس کردینا جس سے گزرنے والے کو تکلیف ہو خواہ نماز پڑھنے کے ذریعہ ہو یا کسی اور طریقہ سے شرعا صحیح نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنے کا حکم دیا اور اسے صدقہ قرار دیا ہے: "اماطة الاذی عن الطریق صدقة" (ابو داؤد: ۵۲۴۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ پر بیٹھنے سے منع فرمایا: "ایاکم والجلوس عن الطرقات" (صحیح البخاری: ۲۴۶۵)

ایک غزوہ کے موقع پر جب حضرات صحابہ کرام نے ایک جگہ قیام کیا اور راستہ مسدود کردیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کے ذریعہ اعلان کروایا کہ جس نے پڑاؤ کی جگہیں تنگ کردیں یا راستہ مسدود کردیا تو اس کا جہاد مقبول ومعتبر نہیں: "عن سهل بن معاذ بن انس الجهنی عن أبیه قال غزوت مع نبی اللہ صلی اللہ علیه وسلم غزوة کذا وکذا، فضیق الناس المنازل وقطعوا الطریق، فبعث نبی اللہ صلی اللہ علیه وسلم منادیا ینادی فی الناس أن من ضیق منزلا او قطع طریقا فلاجهاد له" (سنن ابی داؤد، ۲۶۲۹، باب مایومر من انضمام العسکر وسعته) حضرات فقہاء کرام نے راستہ پر نماز جنازہ ادا کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے: "وتکره ایضا فی الشوارع" (رد المحتار: ۳/۱۲۶)

لہٰذا! صورت مسئلہ میں مسلمانوں پر ضروری ہے کہ ان جگہوں خاص کر مارکیٹ، اسٹیشن، بس اسٹینڈ اور ایرپورٹ سے قریب مسجدوں میں ہیئت بدل کر دوسری جماعت کا نظم کریں، اختلاف وانتشار اور فتنہ وفساد سے بچیں، مصروف سڑکوں، عام راستوں اور گزرگاہوں پر نماز ادا کرنے سے پرہیز کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھار کھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 62/72 شمارہ نمبر 16 مورخہ ۱۶/رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۸/اپریل ۲۰۲۲ء روز سموار

صدقۃ الفطر

اسلام کے معاشی نظام میں غرباء، یتامیٰ، مساکین، سائل اور محروم کے لیے خصوصی انتظامات ہیں، صاحب نصاب لوگوں پر ان کی ضروریات کی تکمیل کے لیے مستقل مدات مقرر کیے گئے ہیں، زکوۃ، کفارہ، عشرہ، فدیہ وغیرہ کے ذریعہ ان کی کفالت کی جاتی ہے اور اسے ان کا حق قرار دیا گیا ہے، انہیں مدات میں سے ایک صدقۃ الفطر ہے، یہ رمضان المبارک میں ہر بالغ، نابالغ مرد وعورت، بچے، بچیوں بلکہ عیدالفطر کی صبح صادق سے پہلے پیدا ہونے والے بچے، بچیوں کی طرف سے بھی نکالا جاتا ہے، بڑوں کے سلسلہ میں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ روزے میں جو کمی کوتاہی ہوئی اس کی تلافی کی ایک شکل یہ صدقہ ہے، لیکن نابالغ کی بھی صدقۃ الفطر کی ادائے گی میں شمولیت کا مطلب اس کے علاوہ کیا ہوسکتا ہے کہ غرباء کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم فراہم کی جاسکے، مقصد یہ ہے کہ عید کے دن جو خاص اللہ کی جانب سے مہمانی کا دن ہے، کوئی بھوکا نہ رہے، اللہ رب العزت کی طرف سے من وسلویٰ اترنے کی روایت نہیں رہی، ایسے میں یہی ایک صورت رہ گئی ہے کہ امراء اور صاحب نصاب لوگوں کی طرف سے رقم اور ضروریات زندگی کی چیزیں انہیں دی جائیں؛ تاکہ وہ بھی بھوکے، ننگے، بوچے نہیں رہیں۔

رمضان کے روزے جو لوگ رکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے؛ خواہ بوڑھاپے کی وجہ سے ہو یا دائمی مریض ہونے کی وجہ سے، ان کے لیے بھی روزہ کا فدیہ مقرر کیا گیا ہے، اس میں مسکین کو کھانا کھلانا یا ایک صدقہ فطر کی ادائے گی ہے، اس کے ذریعہ بھی کچھ رقم غرباء تک پہونچ جاتی ہے اور اس طرح شہر مواساۃ (غم خواری کا مہینہ) کے تقاضوں کی تکمیل ہوتی ہے، صدقۃ الفطر کی ادائے گی مقررہ اجناس کی قیمت کے اعتبار سے الگ الگ ہوسکتی ہے، امارت شرعیہ نے کم از کم پچاس روپے صدقۃ الفطر کا اعلان کیا ہے، اس کے ساتھ ہی بعض مدارس کی طرف سے بھی اپنے اپنے علاقوں میں صدقۂ فطر کا اعلان کیا جارہا ہے، کہیں اس سے زیادہ ادا کرنے کو کہا جارہا ہے اور کہیں اس سے کم، اس سے خلجان میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ اختلاف مقامی قیمت کے اعتبار سے ہے، یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ صدقۂ فطر صدقہ ہے اور صدقہ کار ثواب ہے۔ کم از کم مقدار جس سے صدقۂ فطر ادا ہوجائے، بتادی جاتی ہے، آپ چاہیں تو اس سے زیادہ بھی اس مد میں نکال سکتے ہیں، کھجور، کشمش وغیرہ کی قیمت صدقۂ فطر میں ادا کریں تو خود بخود صدقۃ الفطر کی رقم بڑھ جائے گی، سارا معاملہ توفیق کا ہے، اور یہ توفیق اللہ کی طرف سے ملا کرتی ہے۔

پاکستان میں نئی حکومت

پاکستان میں یہ پہلا موقع ہے کہ عدم اعتماد کی تحریک لاکر عمران خان کی حکومت بے دخل ہوئی ہے، گو وہاں کی اب تک کی تاریخ یہی بتاتی ہے کہ کسی وزیر اعظم نے اپنی حکومت کے پانچ سال پورے نہیں کیے، البتہ اس بار ڈرامہ کچھ زیادہ ہی ہوا، عمران خان نے عدم اعتماد تحریک کا سامنا کرنے سے انکار کردیا، پارلیامنٹ کے ڈپٹی اسپیکر قاسم سوری اور ملک کے صدر عارف علوی نے ان کا ساتھ دیا، پارلیامنٹ تحلیل ہوگئی، عمران خان نے نئے انتخاب کا اعلان کیا، حزب مخالف سپریم کورٹ پہونچے، سپریم کورٹ کی پانچ رکنی بنچ نے جس کی سربراہی چیف جسٹس عمر عطا بندیالی کررہے تھے قومی اسمبلی بحال کردی، اور عدم اعتماد کی تحریک پر ووٹنگ کرنے کو کہا، پارلیامنٹ میں بحث چلی، عمران خان کی انصاف پارٹی کے ممبران نے بائیکاٹ کیا، اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے استعفیٰ کے بعد نئے اسپیکر نے رات بارہ بجے ووٹنگ کرائی اور ایک سو چوہتر (۱۷۴) ممبران کی معمولی اکثریت سے عمران خان کی حکومت گرگئی، معمولی اس لیے کہ اکثریت کے لیے ایک سو بہتر (۱۷۲) ووٹ چاہیے تھے صرف دو دو ووٹ زائد آئے، نواز شریف کے بھائی شہباز شریف حزب مخالف کی طرف سے وزیر اعظم کے امیدوار بنے اور انہیں جمعیت علماء پاکستان، پوپلس پارٹی مریم شریف وغیرہ کی حمایت حاصل تھی، ایسے میں وہ پاکستان کے تیئسویں وزیر اعظم بلا مقابلہ منتخب ہوئے، صدر مملکت حلف برداری کے لیے نہیں پہونچے، رسمی طور پر بیمار ہوگئے تو معمول سے ہٹ کر سینٹ کے چیئرمین نے حلف دلایا اور وہ اب پاکستان کے وزیر اعظم ہیں، عمران خان کی انصاف پارٹی کے سارے ارکان پارلیمان نے استعفیٰ دے دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ بخیر نہیں ہے۔

عمران خان کے اس عمل سے پاکستان کی جمہوریت کمزور ہوئی ہے اور سامراجی طاقتوں کا دبدبہ پاکستان پر بڑھا ہے، عمران خان یہی تو کہہ رہے تھے کہ ہماری حکومت گرانے میں غیر ملکی طاقتوں کا ہاتھ ہے، ان کا اشارہ امریکہ کی طرف تھا اور یہ کچھ غلط بھی نہیں ہے، علاقہ میں پاکستان امریکہ کا حلیف رہا ہے، اسے چین کو کنٹرول کرنے کے لیے پاکستان کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے، ادھر چین سے دوستی بڑھانا پاکستان کی مجبوری بن گئی اور عمران خان نے امریکہ کی داداگیری کے اثرات کو پاکستان میں کم کرنے کا بیڑا اٹھایا، انہوں نے اسلاموفوبیا کے خلاف بھی آواز اٹھائی، پاکستان کی خارجہ پالیسی بہتر ہوئی اور اس کی وجہ سے اس کے وقار میں اضافہ ہوا۔

دوسری طرف اندرونی پالیسی میں عمران خان کچھ زیادہ نہیں کرسکے، جو امیدیں عوام نے وابستہ کی تھیں، وہ اس پر پورے اتر سکے، ملک معاشی طور پر کمزور ہوتا چلا گیا؛ اس لیے حزب مخالف کو موقع ملا اور وہ عدم اعتماد کی تحریک لانے میں کامیاب ہوگئے۔

ایسے میں عمران خان کو عدم اعتماد کی تحریک کا سامنا کرنا چاہئے تھا یا استعفا دے دینا چاہیے تھا، عمران خان نے ایسا کچھ نہیں کیا، ایک نیا داؤ کھیلا جس سے ملک کی پارلیامنٹ کو کبھی سامنا نہیں کرنا پڑا تھا، اس طرح عمران خان خود ہی ذلیل ہوکر ایوان اقتدار سے باہر ہوئے، اگر وہ اکثریت کھودینے کی وجہ سے اقلیت میں آگئے تھے تو انہیں استعفادے دینا چاہیے تھا، جیسا کہ صرف ایک ووٹ کم ہونے پر اٹل بہاری باجپئی نے استعفا دیدیا تھا، اگر وہ ایسا کرلیتے تو ملک میں جمہوریت کے تقاضوں کی تکمیل ہوتی اور مضبوطی آتی۔

اس پورے قضیہ میں پاکستانی فوج کا رویہ تاریخ کے برعکس رہا ہے، ایسے موقع سے پاکستان میں فوج حکومت پر قابض ہوتی رہی ہے، پاکستان میں مارشل لا کی تاریخ طویل بھی ہے اور قدیم بھی، لیکن اس بار فوج نے اب تک اس سیاسی قضیہ سے خود کو الگ رکھا اور کوئی دخل اندازی نہیں کی، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ فوج میں اس مسئلہ پر اختلاف رہا ہو، خود فوجی سربراہ باجوا عمران خان کے قریب رہے ہیں اور انہوں نے ملاقات کرکے بار بار اس قضیے کو حل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس واقعہ کے بعد ایسا بھی نہیں ہے کہ عمران خان کی حکومت میں دوبارہ واپسی نہیں ہوپائے، پاکستان میں نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کی واپسی حکومت میں ہوچکی ہے، اگلے انتخاب میں عمران خان کے لیے موقع ہوسکتا ہے۔

پاکستان ہمارا پڑوسی ملک ہے، وہاں کی سیاست کے نشیب وفراز پر ہماری نگاہ ضروری ہے، ہمارے وزیر اعظم نے شہباز شریف کو مبارکباد دے دی ہے اور اچھے تعلقات کی امید ظاہر کی ہے، لیکن یہ بس رسمی جملہ ہے، شہباز شریف نے آتے ہی کشمیر مسئلہ کی بات کہی ہے اور کشمیر مسئلہ کے ساتھ دونوں ملکوں میں اچھے تعلقات کس طرح رہ سکتے ہیں؟ ماضی میں دو جنگیں ہندوپاک اس مسئلہ پر لڑ چکا ہے، اس لیے ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا، شہباز شریف تین بار پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں، ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ سیاسی قائد سے زیادہ اچھے منتظم ہیں، اچھے منتظم کا تقاضہ ہے کہ وہ ہندوستان سے تعلقات استوار رکھیں، امریکہ اور چین سے دوستی میں اعتدال کو راہ دیں اور افغانستان میں طالبان کو اپنے من کی حکومت کرنے دیں، کیوں کہ افغانستان میں پاکستان کی دخل اندازی سے خطہ میں ماحول سازگار نہیں رہ پائے گا اور ایسے میں ہندوستان کی تشویش بجا ہوگی۔

تیز رفتاری

ہر چیز کی رفتار کا ایک معیار ہے، مقررہ رفتار سے آگے بڑھنے کا عمل تیز رفتاری کہلاتا ہے، یہ ہر حال میں مضر اور بعض حالتوں میں مہلک ہے، اعتدال اور میانہ روی سے توازن باقی رہتا ہے، تیز رفتاری عموماً توازن کو ختم کردیتی ہے، اس کے نتیجے میں ایسے حادثات پیش آتے ہیں جس کے پیچھے آہ ونالہ، گریہ وزاری، تباہی وبربادی کی ایک داستان رقم ہوتی ہے۔

شمالی ہندوستان میں ٹریفک کا نظام بد سے بدتر ہے، یہاں ٹریفک کا سب سے بڑا اصول ہے کہ جس طرح گاڑی نکال سکو، نکال لو، دائیں بائیں اور سائڈ تک کی پرواہ نہیں کی جاتی، بس والے گاڑی اسٹینڈ پر مسافروں کے حصول کے لیے بہت دھیرے دھیرے گاڑی چلاتے ہیں اور شہر سے نکلنے کے بعد سرپٹ دوڑانا شروع کرتے ہیں، تاکہ منزل پر پہونچ کر ان کا ٹائم کہیں فیل نہ ہوجائے، اس دوڑ میں وہ تیز رفتاری کے ساتھ رکارڈ توڑنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی ریس چل رہی ہے، اس کے نتیجہ میں وہ کبھی کبھی مسافروں کو ان کی منزل سے دور اتارتے ہیں اور اس تیزی سے اتارتے ہیں کہ مسافر گرتے گرتے بچتا ہے، کبھی کبھی تو بچے اور خواتین منھ کے بل گرجاتے ہیں اور ڈرائیور گاڑی لے کر ایک دو تین ہوجاتا ہے، یقیناً سارا قصور ڈرائیور کا ہی نہیں ہوتا، ان لوگوں کا بھی ہوتا ہے جو سڑک کنارے دکانیں لگا کر بیٹھ جاتے ہیں، بے جگہ گاڑیاں کھڑی کردیتے ہیں، جس سے سڑکوں کی وسعت سمٹ جاتی ہے اور آمد ورفت میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سڑک کنارے حکومت کی جانب سے مختلف انداز کے بورڈ لگے ہوتے ہیں، مثلاً تیز رفتاری موت ہے، دھیرے دھیرے چلیے! گھر پر آپ کا انتظار ہورہا ہے، حادثوں سے بچیے! لیکن اس قسم کے بورڈ کو پڑھنے کی فرصت کسے ہے، زندگی بھاگم بھاگ میں گذر رہی ہے اور تیز رفتاری ہماری جانیں لے رہی ہے، ٹریفک کے اصولوں کی پابندی کرکے ہم بہت سارے حادثات سے بچ سکتے ہیں، ٹریفک پولس، گاڑی ڈرائیور اور عام انسانوں کو اس معاملہ میں زیادہ حساس اور فعال ہونے کی ضرورت ہے، ورنہ حادثات کو روکنا مشکل ہے۔

بچوں کی گم شدگی

مغربی بنگال اور مدھیہ پردیش کے بعد بہار بچوں کی گم شدگی کے معاملہ میں تیسرے نمبر پر ہے، یہ بچے خود سے گم نہیں ہوجاتے؛ بلکہ ان کا اغوا کرلیا جاتا ہے؛ تاکہ جنسی استحصال کے ساتھ ان کے اعضاء کو فروخت کرکے موٹی رقم کمائی جاسکے، ۲۰۲۱ء میں بہار سے بارہ (۱۲) ہزار چونسٹھ بچے لاپتہ ہوئے، اس کی اطلاع مرکزی وزیر مملکت برائے داخلہ اجے کمار مشرا نے قومی جرائم رکارڈ بیورو کے اعداد وشمار پیش کرتے ہوئے ۷/اپریل کو پارلیامنٹ میں دی ہے۔

بہار میں زیادہ تر بچے مدھوبنی، سیتامڑھی، سمستی پور، گیا، رہتاس، نوادہ، شیخ پورہ، کشن گنج، کٹیہار، کھگڑیا، سہرسہ، ارریہ اور رکسول سے غائب ہوتے رہے ہیں، ان میں لڑکیوں کی تعداد بیس سے تیس فیصد ہے، ان میں بہت سارے بچوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہیں اغوا کرکے بال مزدوری میں لگایا گیا یا پھر وہ اپنی غربت کی وجہ سے خود ہی اسمگلروں کے ہتھے چڑھ گئے، وجہ جو بھی ہو؛ لیکن یہ افسوسناک معاملہ ہے، حکومت کو فوری طور سے اس طرف توجہ دینی چاہیے؛ تاکہ یہ شرمناک سلسلہ رک سکے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا حشمت اللہ ندویؒ

یہ دردناک اورالم ناک خبر بڑے افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ ۵؍رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق ۷؍اپریل ۲۰۲۲ء کودارالعلوم ندوۃ العلماء کے مایۂ ناز سپوت ،عربی زبان وادب کے ماہر ورمزشناس ،سنہری یادوں کے مصنف ،ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سابق استاذ ،حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کے کے معتمد خاص ،قطر میں ندوۃ العلماء کے ترجمان سمجھے جانے والے مولانا حشمت اللہ ندوی کا ایک سڑک حادثہ میں انتقال ہوگیا،انا للہ وانا الیہ راجعون ،حکومتی اوراسپتال کی کارروائیوں کے بعد ۱۳؍رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۵؍اپریل ۲۰۲۲ء روز جمعہ بعد نماز عشاء وتراویح مقبرہ ابو ہامور میں ان کے جنازہ کی نماز ادا کی گئی ،ان کے انتقال سے علمی دنیا میں جوخلا پیدا ہوا ہے اس کو سب نے محسوس کیا،خصوصاً ندوۃ العلماء میں اس مایہ ناز سپوت کے دنیا سے رخصت ہونے پر ماتم پسر گیا۔پسماندگان میں اہلیہ،دولڑکے عمیر حشمت،علی حشمت اورتین لڑکیاں اسماء، فاطمہ،مریم کو چھوڑا۔

مولانا دھموارہ بلاک علی نگی ضلع دربھنگہ بہار کے رہنے والے تھے،ان کے والدالحاج ماسٹر محمد عیسیٰ صدیقی تھے،جو پہلے ہی فوت ہو چکے تھے،مولانا کی والدہ کا نام آرام بانو تھااورسنہ پیدائش ۱۹۶۱ء۔ابتدائی تعلیم اورحفظ قرآن کی تکمیل مولانا نے اپنے گاؤں دھموارہ میں کیا،اس زمانہ میں گاؤں اوردیہات میں قرآن کریم صحت کے ساتھ پڑھنے کارواج ذرا کم تھا،حفظ کے طلبہ تجوید کی تعلیم حاصل کرتے تھے ،تب قرآن کریم پورے اصول وآداب کے ساتھ پڑھنا ممکن ہوسکتا تھا،مولانا کی تلاوت میں بھی تجوید کے اعتبار سے خامیاں تھیں، چنانچہ سلسلہ تھانوی کے مشہور بزرگ مولانا سراج احمد امرہوی کے مشورہ سے مولانا کے والد نے انہیں مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی روانہ کیا،اشرف المدارس حضرت مولانا ابرارالحق حقیؒ کا قائم کردہ تھااورتصحیح قرآن کاخاص اہتمام وہاں کل بھی تھا اورآج بھی ہے،۱۹۷۳ء میں مولانا وہاں داخل ہوئے،نورانی قاعدہ سے تعلیم شروع ہوئی،ایک ہفتہ میں یہ مرحلہ طے ہوگیا، پھر قرآن کریم حفظ کادور شروع ہوا،اس کی بھی تکمیل ہوگئی اورمولانا انتہائی خوش الحانی اورتجوید کی رعایت کے ساتھ تلاوت قرآن پر قادر ہوگئے،جن لوگوں نے ان کی تلاوت سنی ہے وہ بتاتے ہیں کہ ان کی تلاوت سن کرآدمی مسحور ہوجاتا تھا، پھر عربی کے ابتدائی درجہ میں داخلہ ہوگیا،یہاں مولانا مرحوم نے خصوصی طور پر حضرت مولانا قاری امیر حسنؒ سے تربیت پائی،اسی لیے وہ انہیں اپنا محسن اورمربی کہا کرتے تھے،عربی وفارسی کی ابتدائی کتابیں انہوں نے قاری امیرحسن صاحب سے ہی پڑھیں،اورتین سال کی مدت میں کافیہ اورقدوری تک کی تعلیم حاصل کی،یہاں کے فیوض وبرکات سے دامن بھرنے کے بعد انہوں نے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا،سال ۱۹۷۶ء کا تھا،داخلہ امتحان مولانا شفیق الرحمن ندویؒ اورمولانا شمس الحق ندوی صاحب نے لیااورثانویہ خامسہ شریعہ میں داخلہ ہوا، یہاں آپ کے رفیق درس جن سے خاص انس تھا،مولانا خالد کانپوری اورمولانا نجم الحسین تھے،داخلہ کی کاروائی مکمل ہونے کے بعدرواق شبلی میں رہنے کوجگہ ملی ،کمرہ نمبر چھ تھا،حضرت مولانا مفتی ظہورصاحب ندوی نگراں تھے جوفجر کی نماز کے لیے خصوصیت سے لڑکوں کو جگایا کرتے تھے،کمرے کے جورفقاء تھے وہ خان برادران بھوپال کے تھے،ان حضرات سے مولانا کی اس قدرگاڑھی چھنتی تھی کہ کئی لوگ ان کو بھی بھوپال کا ہی سمجھتے تھے،عالمیت کے سال مولانا مرحوم نے ہدایہ اورسراجی مفتی صاحب سے ہی پڑھی اوران کے طریقہ تدریس سے مستفیض ہوئے،۱۹۸۲ء میں فراغت کے بعد تخصص فی الادب میں داخلہ لیا،آپ کی علمی قابلیت وصلاحیت کودیکھ کرتدریس کے لیے ندوہ میں ہی آپ کی تقرری عمل میں آئی ،آپ غیر معمولی محنت وصلاحیت کی وجہ سے جلد ہی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ،مولانا واضح رشید ندویؒ اورمولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کے قریب ہوگئے،حضرت مولانا کے بعض مضامین کاعربی میں ترجمہ کیاجوحضرت مولانا نے بعینہ ان کے نام کے ذکر کے ساتھ اپنی کتاب میں شامل کیا،مولانا مرحوم نے الرائد میں بھی رفیق کی حیثیت سے کچھ دن کام کیا،فروری ۱۹۸۲ء میں جب دارالمصنفین نے اسلام اورمستشرقین پرسمینار کرایااورموقع عرب فضلاء کے لیے اردو مقالوں کے عربی خلاصے اورعرب مقالہ نگاروں کی اردو تلخیص کا تھاتو اس فن میں آپ کی مہارت تامہ کا پتہ چلا،اس موقع سے ہرطبقہ نے آپ کی صلاحیت سے فائدہ اٹھایااورلوگ ان کے مداح نظر آئے۔

۱۹۸۷ء کے آخر تک ندوہ میں استاذ رہنے کے بعد آپ قطر چلے گئے،وہاں ان کی صلاحیت کے مطابق ملازمت نہیں ملی،اس لیے مایوسی کا شکار رہنے لگے،مولانا مرحوم کے اندرعلمی کبر نہیں تھا،کم گو تھے،لیکن حق گو تھے،فضول باتوں کا ان کے یہاں گذر نہیں تھا،ندوہ اوراکابرین ندوہ سے ان کی محبت مثالی تھی،یہ محبت ان کے خون کے ساتھ جسم وجان میں گردش کرتی تھی،ان کا حافظہ قوی تھا،وہ اردو ،عربی ،انگلش تینوں زبانوں پر قدرت رکھتے تھے،علی طنطاوی کے اسلوب سے متاثر تھے،ان کی کتابوں کے بہت سی عبارتیں ان کے حافظہ کی گرفت میں تھیں اوروہ انہیں بروقت اوربرجستہ استعمال کیا کرتے تھے،اس موقع پر مرشدالامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کی یہ شہادت بھی نقل کرنے کو جی چاہتا ہے جو انہوں نے اپنے تعزیتی پیغام میں دیا ہے۔

’’مولوی حشمت اللہ ندوی عربی ادب کے ساتھ ساتھ دوسرے علوم میں بھی فائق تھے،طالب علمی ہی سے ان کا یہ معاملہ تھا کہ جوبھی کام ان کے سپرد کیاجاتاوقت سے پہلے کرکے لے آتے ،عربی کی صلاحیت ان کی بہت اچھی تھی ،وہ بہت اچھاترجمہ کرتے تھے،حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے کئی مضامین کے ترجمے انہوں نے کئے ،جومختلف مجموعوں میں شائع بھی ہوئے ،مجھے اپنے علمی کاموں میں ان سے مدداورتقویت ملتی رہی ،ان کی صلاحیتوں کودیکھتے ہوئے امید تھی کہ وہ ان مقاصد کی تکمیل میں مددگار ثابت ہوں گے جوندوۃ العلماء کے زیر نظر ہیں،لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اورمنظور تھا‘‘ ایسی بافیض شخصیت کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا انتہائی صدمہ کا سبب ہے،اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اورپسماندگان کوصبر جمیل سے نوازے آمین یارب العالمین وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

کتابوں کی دنیا

✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

پٹنہ کی مشہور

مولانا ڈاکٹر محمد عالم قاسمی تقریباً تیس (۳۰) سالوں سے پٹنہ میں مقیم ہیں،دریاپور جیسی بڑی مسجد کے امام وخطیب ، مدرسہ مصباح العلوم کے منتظم،آل انڈیا ملی کونسل کے جنرل سکریٹری ، امارت شرعیہ کی مجلس شوری ، ارباب حل وعقد کے رکن ، پٹنہ ضلع کے رئیس القضاۃ اورامارت ہیلتھ کیر سنٹر سبزی باغ کے خزانچی ہیں، مذہبی ، تعلیمی اوراصلاحی اداروں سے قلبی ، عملی اور سچی وابستگی ان کی قدیم ہے، لکھنے پڑھنے کا ذوق رکھتے ہیں،علم پختہ اورمطالعہ وسیع ہے ، اچھے حافظ ہیں، قرآن کریم اوراحادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شغف ہے،اپنی مسجد میں دروس کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں،دوچار سال پر درس کے لیے کبھی مجھے بھی بلالیا کرتے ہیں، ان کے قریب ہوکر اپنائیت کا احساس ہوتا ہے،سادی لیکن پروقار زندگی گذارنے کے عادی ہیں،آکاشوانی سے بھی تعلق ہے،اردو پروگرام میں ان کی آواز کانوں میں رس گھولتی ہے،مسجد کے منبر اور جلسہ کے اسٹیج سے ان کی تقریر پُرمغز اور مؤثر ہوا کرتی ہے۔

مولانا محمد عالم قاسمی اسلامی موضوعات پر لکھتے رہتے ہیں، اسلامی عبادات اور تصوف پران کی کتابیں مقبول ہیں،بعض کتابیں عصری تعلیم گاہوں میں داخل نصاب ہیں،اس بارمولانا تاریخ کے وسیع میدان میں گھس پڑے ہیں،اور پٹنہ کی مشہور مساجد پراپنی تحقیق ، تاریخی حوالوں سے پیش کیا ہے،جن مساجد کی تاریخ معلوم نہیں ہے یاجن تک مولانا کی رسائی نہیں ہوسکی، اس سے رواروی میں گذر گیے ہیں،ایسی مساجد کے سلسلے میں قاری کوتشنگی کا احساس ہوتا ہے،لیکن مصنف کربھی کیاسکتا ہے،مرورایام کی ریل کے نیچے سے تاریخی دفینوں کا نکالنا آسان نہیں ہے، یہ وقت بھی چاہتا ہے اور مال بھی۔مولانا نے جتنی مساجد کے تاریخی احوال وکوائف ہم تک پہونچائے ،اس کے لیے قارئین کوشکر گذار ہونا چاہیے۔پٹنہ شہر بہار کی راجدھانی ہے، وسیع وعریض ہے، یہاں کثیر تعداد میں مساجد ہیں۔ان کی تلاش اوران کی تاریخ سے واقفیت کوئی آسان کام نہیں ہے، پتہ پانی کرنا پڑتا ہے،اورچیونٹی کے منہ سے دانہ دانہ جمع کرنا پڑتا ہے تب اس طرح کی تاریخی کتاب مرتب ہو پاتی ہے۔

مولانا نے اس کتاب میں جن مساجد کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے کم ازکم ایک سے میری وابستگی قدیم ہے، یہ رانی گھاٹ کی مسجد ہے جوگولگ پورمحلہ میں واقع ہے، میں جس زمانہ میں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں مدرس تھا اورمیری خدمات اس وقت مدرسہ بورڈ کے سکریٹری شاہنواز احمد خاں نے بہارمدرسہ بورڈ کی تاریخ لکھنے کے لیے پٹنہ منتقل کرلی تھی اور چھ سوروپے کا معمولی گذارہ بھتہ مقرر کیا تھا اسی میں بورنگ کنال روڈ دفتر تک حاضری اورخوردونوش بھی تھا،میں نے اپنا مسکن رانی گھاٹ مسجد کے ایک کھپرہ پوش کمرہ کوبنارکھا تھا،کمرے کے اندردوچوکی رکھنے کی جگہ تھی ،ایک پرمیں اوردوسرے پر جناب اشرف خاں صاحب رہتے تھے، جوان دنوں بھارت ونگن میں ملازم تھے اوراب جامعہ ملیہ میں برسرروزگار ہیں،نئی تعمیر کے بعد اس مسجد کانقشہ بدل گیا ہے ، یہاں چھوٹے چھوٹے کمرے مسجد میں رہائش کے لیے بنے ہوئے تھے،ایک راستہ انصاری ہوٹل کی طرف نکلتا تھا،جس سے ہوٹل کے بچے مسجد آیا جایا کرتے تھے،ان دنوں اس مسجد کوخانقاہ کی مسجد کہتے ہیں،عطاء الرحمن صاحب کے والد زندہ تھے ، بہت کم بولتے تھے،میرا قیام یہاں ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۳ء تک رہا، میں نے انہیں گفتگو کرتے کبھی نہ دیکھا، نہ سنا ،جلالی بزرگ تھے،حضرت مولانا فضل رحماں گنج مرادآبادیؒ کے سلسلہ میں بیعت تھے،ایک بار میں نے مغرب کی نماز میں ’’تَبَّتْ یَدَا‘‘ پڑھ دیا تونماز بعد بگڑ گئے،فرمایا کہ مولانا آپ کوصرف آیت غضب ہی یاد ہے،نماز قربت الٰہی کا ذریعہ ہے اس میں آیت رحمت کی تلاوت ہونی چاہیے،اس سے ان کے مزاج ومذاق کوسمجھنے میں مدد ملتی ہے، مسجد سے متصل پتلی سی سڑک کے بعدرحمان صاحب کے گھر کے صحن میں ابراہیم انصاری عرف پنکھا شاہ کا مزار ہے،ایک قدیم قبر پہلے سے ہے، پہلے چادر پوشی نہیں ہوتی تھی ،اب عطاء الرحمن صاحب کی سجادگی میں سارے خانقاہی رسوم ورواج انجام دیے جاتے ہیں۔

مولانا کی یہ کتاب صرف مساجد کی ڈائرکٹری نہیں ہے، بلکہ اس میں بہار کی تاریخ ،مساجد کی اہمیت ، عالمی تاریخی مساجد، ائمہ کرام کی عظمت اوران کی اجرت کے مسئلے پر مشتمل فتاویٰ کوبھی شامل کتاب کیا گیا ہے، حالاں کہ اب یہ متفقہ مسئلہ ہے، بہت پہلے متاخرین فقہاء نے اس مسئلہ کوحل کردیا کہ امامت شرعی ضرورت ہے اوراس کی اجرت لینا جائز ہے، شاید مولانا نے بعض سرپھروں اورکم علم والوں کومطمئن کرنے کے لئے مختلف مسالک اورمشہور اداروں کے فتاوے جمع کردیے ہیں، یہ کام کی چیز ہے، لیکن موضوع سے متعلق نہیں ہے، پٹنہ اور بہار کی تاریخ سے متعلق جوچیزیں شامل کتاب ہیں اورجن اداروں اورتنظیموں کومولانا نے اس کتاب میں جمع کردیا ہے اس سے قارئین کواضافی جانکاری فراہم ہوگی، مختصر یہ کہ کتاب معلومات کاخزینہ ہے اوراس لائق ہے کہ تاریخ کا ذوق رکھنے والے ہی نہیں دینی اور مذہبی مسائل ومتعلقات سے واقفیت کے شوقین حضرات بھی اسے ہاتھوں ہاتھ لیں اوراپنے ذوق وشوق کی تشنگی بجھائیں۔

اگر میں اس موضوع پرکوئی کتاب لکھتا اورانہیں موضوعات کوشامل کتاب کرنا ہوتا تو پہلے مساجد کی اہمیت وعظمت اورائمہ مساجد اوران کی تنخواہ کے مسئلہ کورکھتا، پھر بہار کی تاریخ کے ساتھ یہاں کی ملی تنظیموں اورشخصیت کا ذکر کرتا اوراس کے بعد پٹنہ کی تاریخی مساجد پرگفتگو ہوتی، لیکن ظاہر ہے ہرمصنف کا اپنا انداز ہوتا ہے وہ دوسرے کی پسند سے اپنی کتاب مرتب نہیں کرسکتا، یہ ہرمصنف کا حق ہے کہ وہ اپنے ذوق کے مطابق معلومات ومندرجات کوآگے پیچھے کرے، یہاں میں نے صرف اپنی ذہنی رو کا تذکرہ کیا ہے،مقصود اس کتاب کی ترتیب پرحرف زنی نہیں ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب مولانا کی دوسری کتابوں کی طرح مقبول ہوگی،صحت وسلامتی ودرازی عمراورتصنیف وتالیف میں تسلسل کی دعا پراس تحریر کا اختتام کرتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

کتبہ: مولانا رضوان احمد ندوی

اے بشر! تونے میرے نام کا احترام کیا

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کہ ایک بشر نامی آدمی جوفسق وفجور اور گناہ کا دلدادہ تھا، ایک دن اس نے بسم اللہ کے ٹکڑے کو زمین پر پڑے دیکھا تو اٹھا کر چوما اور خوش بو لگا کر بڑی تعظیم کے ساتھ بلند جگہ پر رکھ دیا، اسی رات خواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی: "یابشر! طیبت اسمی فبعزتی لاطیبن اسمک فی الدنیا والآخرۃ" (کشف المحجوبات: ۱۵۹) اے بشر! تونے میرے نام کو خوشبو لگا کر معطر کیا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تیرے نام کو دنیا وآخرت میں معطر کردوں گا، صبح اٹھ کر اس نے توبہ کر لی اور اللہ کا ولی بن گیا۔

صبر کا فائدہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیمؓ کے بطن سے حضرت ابوطلحہ کا ایک لڑکا فوت ہوگیا، حضرت ام سلیم نے اپنے گھر والوں سے کہا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو ان کے بیٹے کے انتقال کی اس وقت تک خبر نہ دینا جب تک میں خود نہ بتا دوں، حضرت ابوطلحہ آئے تو حضرت ام سلیمؓ نے انہیں شام کا کھانا پیش کیا، انہوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا، پھر حضرت ام سلیم نے پہلے کی بہ نسبت زیادہ بناؤ سنگار کیا، حضرت ابوطلحہ نے ان سے عمل ازدواج کیا، جب حضرت ام سلیم نے دیکھا کہ وہ سیر ہو گئے ہیں، اور اپنی خواہش بھی پوری کر لی تو پھر انہوں نے کہا: اے ابوطلحہ! یہ بتاؤ کہ اگر کچھ لوگ کسی کو عاریتا کوئی چیز دیں اور وہ پھر اپنی چیز واپس لے لیں تو کیا وہ ان کو منع کر سکتے ہیں؟ حضرت ابو طلحہ نے کہا: نہیں۔ حضرت ام سلیمؓ نے کہا تو پھر تم اپنے بیٹے کے متعلق یہی گمان کرلو، حضرت ابوطلحہ یہ سن کر غضب ناک ہوئے اور کہا تم نے مجھے میرے بیٹے کے متعلق خبر نہیں دی حتی کہ میں (جنسی عمل سے) آلود ہوگیا، پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس واقعہ کی خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری اس گزاری ہوئی رات میں برکت عطا کرے، پھر حضرت ام سلیم حاملہ ہو گئیں۔

رشتہ طے کرنے سے پہلے لڑکے کا مزاج بھی دیکھنا چاہئے

حضرت قاری صدیق احمد باندویؒ سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ میری بیٹی کو اس کا شوہر، ساس وغیرہ بہت پریشان کرتے ہیں، شوہر غصہ کا بہت تیز ہے، بات بات میں ناراض ہو جاتا ہے، ویسے تو لڑکی کو کوئی تکلیف نہیں آرام ہے، تکلیف یہی ہے کہ شوہر غصہ کا تیز ہے، حضرت نے فرمایا کہ تو پھر آرام کیا ہے؟ آرام صرف یہ ہے کہ بلڈنگ اور ایرکنڈیشن مکان میں رہتی ہے؟ اچھا کھاتی پیتی ہے یہ آرام ہے؟ آخر آرام کس چیز کا ہے؟ جب شوہر بد مزاج ہو تو آرام کہاں؟ بلڈنگ میں رہنے اور عمدہ کھانے کو آپ آرام کہتے ہوں گے، میں کہتا ہوں اس سے لڑکی کو آرام نہیں ملتا، آپ لوگ شادی سے پہلے صرف ایک چیز دیکھتے ہیں کہ کھاتا پیتا گھرانہ ہے، بلڈنگ اچھی ہے، کاروبار بڑا ہے، ایرکنڈیشن مکان ہے، گاڑی ہے، بس ظاہری ٹیپ ٹاپ دیکھ کر شادی کر دیتے ہیں، لڑکا کا مزاج، اس کے اخلاق ومعاملات چاہے جیسے ہوں، اس کی تحقیق نہیں کرتے، ارے میں کہتا ہوں کہ چاہے چٹنی روٹی کھائے اور کھلائے، لیکن خوش مزاج رکھے، لڑکی کو تکلیف نہ پہنچائے، اپنے مزاج سے خوش رکھے یہ ہے اس کے لئے آرام کی بات۔ لڑکی کو اچھا کھانے سے سکون نہیں ملتا، اس کو خوش مزاجی سے سکون ملتا ہے، لیکن اس کو تو آپ لوگ پہلے دیکھتے نہیں؟ آپ لوگ بس روٹی، کپڑا اور مکان دیکھتے ہیں اور بعد میں تعویذ مانگتے پھرتے ہیں۔

محمود غزنوی اور شیخ ابوالحسن خرقانی

سلطان محمود غزنوی خراسان گئے تو وہاں کے مشہور بزرگ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا، لیکن اس شوق ملاقات کے ساتھ ساتھ انہیں یہ خیال آیا کہ میں خراسان میں شیخ خرقانیؒ کی ملاقات کی غرض سے نہیں آیا۔ (ضمنی طور سے) ان کی زیارت کو جانا سوءِ ادب ہے، ان سے ملاقات کا ارادہ ترک کردیا، اس کے ایک عرصہ بعد غزنی سے صرف شیخ ہی کی زیارت کی غرض سے وہ خرقان آئے اور ایک شخص کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ بادشاہ ملاقات کیلئے غزنی سے آیا ہے اور تقاضائے اخلاق یہ ہے کہ آپ خانقاہ سے باہر تشریف لائیں اور بادشاہ کو زیارت کا موقع دیں، اس کے بعد قاصد سے کہا کہ شیخ باہر آنے سے انکار کریں تو انہیں یہ فرمان سنا دینا کہ "یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور اپنے امیر وذمہ دار کی اطاعت کرو"

قاصد نے شیخ کی خدمت میں سلطان کا پیغام پہنچادیا، مگر شیخ نے خانقاہ سے باہر نکلنے سے انکار کردیا اور بادشاہ کے ساتھ ملاقات کرنے سے معذرت چاہی، اس قاصد نے سلطان کی ہدایت کے مطابق مذکورہ آیت کریمہ پڑھ کر سنائی، جواب میں شیخ نے فرمایا: "مجھے معذور سمجھو اور محمود سے کہو کہ اب تک میں اطیعوا اللہ پر عمل کرنے میں اتنا محو ہوں کہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا نہیں کرسکا اور اطیعوا الرسول کے حکم کے معاملے میں شرمندگی محسوس کرتا ہوں، بھلا ایسی صورت میں اولوا الامر کی اطاعت کی طرف کیسے متوجہ ہوں؟"۔

قاصد واپس آگیا اور اس نے شیخ کا جواب سلطان کو سنایا تو وہ سن کر رو پڑے اور کہا کہ چلو! یہ ویسا شخص نہیں ہے جیسا ہم گمان کررہے تھے۔

اس کے بعد سلطان محمود غزنویؒ اس انداز سے شیخ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے کہ خود تو اپنے غلام ایاز کا لباس زیب تن کیا اور اپنا لباس ایاز کو پہنایا اور دس کنیزوں کو غلاموں کے لباس میں ملبوس کرکے ساتھ لیا، جب یہ لوگ شیخ کی خدمت میں پہنچے اور ان کو سلام کیا تو شیخ نے سلام کا جواب دیا مگر تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوئے اور سلطان (جنہوں نے ایاز کا لباس پہن رکھا تھا) کی طرف مطلق توجہ نہ فرمائی بلکہ ایاز کی طرف ملتفت ہوئے جو سلطان کے لباس میں ملبوس تھا، اس سلطانؒ نے (جو ایاز کا لباس پہنے ہوئے تھے) شیخ سے کہا: اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ نہ تو بادشاہ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے نہ ان کی طرف التفات کیا، کیا فقر کے جال کی یہی کائنات ہے کہ بادشاہ کو اس طرح نظر انداز کردیا جائے؟ شیخ نے جواب دیا: ہاں! جال تو یہی ہے لیکن تیرا مشار الیہ اس جال میں گرفتار نہیں، سامنے آ کہ اس جال کا سب سے بڑا شکار تو خود ہے۔

سلطانؒ نے جب دیکھا کہ اصل حقیقت شیخ پر منکشف ہوچکی ہے تو مؤدب ہوکر شیخ کے سامنے بیٹھ گئے اور کچھ فرمانے کی درخواست کی، شیخ نے غلاموں کے لباس میں بیٹھی ہوئی کنیزوں کی طرف اشارہ کرکے حکم دیا کہ ان نامحرموں کو اس مجلس سے باہر بھیج دو۔ سلطانؒ نے ان کو باہر جانے کا حکم دیا اور عرض کیا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کا کوئی واقعہ سنایئے۔ شیخ نے کہا: بایزیدؒ کا فرمان ہے: جس نے مجھے دیکھ لیا وہ ظلم وستم کی برائیوں سے محفوظ ہوگیا۔

سلطان نے سوال کیا: یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی، کیا بایزیدؒ کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والوں میں سبھی لوگ اچھے نہ تھے، ابوجہل اور ابولہب نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، وہ کافر ہی رہے، پھر بایزیدؒ کے دیکھنے والوں میں ہر ظالم کیوں کر اچھا انسان بن سکتا ہے؟

شیخ نے سلطان کی بات سن کر کہا: محمود! اپنی بساط سے بڑھ کر بات نہ کرو، ادب ملحوظ رکھو، اس حقیقت کو خوب جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرامؓ کے سوا کسی نے نہیں دیکھا، کیا تم نے قرآن کریم کی یہ آیت نہیں سنی: "وتراھم ینظرون الیک وھم لایبصرون" اور آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ گویا وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں، حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے" سلطان کو شیخ کی بات بہت پسند آئی اور عرض کیا۔ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے، فرمایا: تمہیں چار چیزیں اختیار کرنا چاہئے، پرہیزگاری، نماز باجماعت، سخاوت اور شفقت"۔

اس کے بعد سلطانؒ نے دعا کی درخواست کی۔ فرمایا پانچوں وقت کی نماز کے بعد یہ دعا کرتا ہوں "اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات" (اے اللہ! مومن مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما) سلطانؒ نے کہا یہ دعا تو عام ہے میرے لئے کوئی خاص دعا کیجئے۔ فرمایا: محمود! جاؤ تمہاری عاقبت محمود ہو۔

بعد ازاں سلطانؒ نے اشرفیوں کا ایک توڑا پیش کیا، شیخ نے جو کی روٹی اس کے سامنے رکھ کر اسے کھانے کے لئے کہا، سلطان نے لقمہ توڑ کر منہ میں ڈالا تو احساس ہوا کہ روٹی بہت سخت ہے، ہر چند اسے چبایا، لیکن روٹی کا ٹکڑا دانتوں سے کٹتا تھا اور نہ حلق سے نیچے اترتا تھا، شیخ نے پوچھا: کیا یہ روٹی تمہارے حلق سے اٹکتی ہے؟ سلطان نے اثبات میں جواب دیا۔ فرمایا: جس طرح یہ جو کی روٹی تمہارے حلق سے نہیں اترتی، اسی طرح تمہارا یہ اشرفیوں سے بھرا ہوا توڑا ہمارے حلق سے نیچے نہیں اترتا، اس کو ہمارے سامنے سے اٹھالو۔ ہم اس کو ترک کر چکے ہیں۔

سلطانؒ نے بطور یادگار شیخ سے کوئی چیز مانگی تو انہوں نے اپنا خرقہ عنایت فرمایا: سلطانؒ جب شیخ کی مجلس سے رخصت ہونے کیلئے اٹھے تو شیخ بھی ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے، سلطان نے سوال کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ جب میں آپ کے پاس آیا تھا تو آپ نے میری کوئی پرواہ نہیں کی اور اب جانے لگا ہوں تو اٹھ کھڑے ہوگئے؟ جب تم میرے پاس آئے تھے تو خدم وحشم تمہارے ساتھ تھے، تم غرور بادشاہت میں سرمست تھے اور میرے امتحان کی غرض سے آئے تھے، اب تم عاجزی اور انکساری کے ساتھ واپس لوٹ رہے ہو۔ (تاریخ فرشتہ)

علامہ اقبال کے خادم خاص علی بخش کی روایت:

جناب قدرت اللہ شہاب صاحب مرحوم نے اپنی کتاب "شہاب نامہ" میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے خادم خاص علی بخش کی روایت نقل کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ اقبال کیسے باخدا اور عبادت گذار انسان تھے، آپ بھی پڑھئے:

اب علی بخش کا ذہن بڑی تیزی سے اپنے مرکز کے گرد گھوم رہا ہے، اور وہ بڑی سادگی سے ڈاکٹر صاحب کی باتیں سناتا جاتا ہے، ان باتوں میں قصوں اور کہانیوں کا رنگ نہیں بلکہ ایک نشے کی سی کیفیت ہے، جب تک علی بخش کا یہ نشہ پورا نہیں ہوتا، غالبًا اسے ذہنی اور روحانی تسکین نہیں ملتی، "صاحب، جب ڈاکٹر صاحب نے دم دیا ہے، میں ان کے بالکل قریب تھا، صبح سویرے میں نے انہیں فروٹ سالٹ پلایا اور کہا کہ اب آپ کی طبیعت بحال ہو جائے گی لیکن عین پانچ بج کر دس منٹ پر ان کی آنکھوں میں ایک تیز تیز نیلی نیلی سی چمک آئی اور زبان سے اللہ ہی اللہ نکلا، میں نے جلدی سے ان کا سر اٹھا کر اپنے سینے پر رکھ لیا اور انہیں جھنجھوڑنے لگا؛ لیکن وہ رخصت ہو گئے تھے"۔ کچھ عرصہ خاموشی طاری رہتی ہے۔ پھر علی بخش کا موڈ بدلنے کے لئے میں بھی اس سے ایک سوال کر ہی بیٹھتا ہوں، "حاجی صاحب! کیا آپ کو ڈاکٹر صاحب کے کچھ شعر یاد ہیں؟ علی بخش ہنس کر ٹالتا ہے۔ "میں تو ان پڑھ جاہل ہوں، مجھے ان باتوں کی بھلا کیا عقل" "میں نہیں مانتا، میں نے اصرار کیا، آپ کو ضرور کچھ یاد ہوگا۔" "کبھی اے حلیکت منتجر والا کچھ کچھ یاد ہے، ڈاکٹر صاحب ان کو خود بھی بہت گنگنایا کرتے تھے۔" "ڈاکٹر صاحب عام طور پر مجھے اپنے کمرے کے بالکل نزدیک سلایا کرتے تھے، رات کو دو ڈھائی بجے دبے پاؤں اٹھتے تھے اور وضو کر کے جانماز پر جا بیٹھتے تھے۔ نماز پڑھ کر وہ دیر تک سجدے میں پڑے رہتے تھے، فارغ ہو کر بستر پر آلیٹتے تھے، میں حقہ تازہ کر کے لا رکھتا تھا، کبھی ایک کبھی دو کش لگاتے تھے، کبھی آنکھ لگ جاتی تھی، بس صبح تک اسی طرح کروٹیں بدلتے رہتے تھے۔" میرا ڈرائیور احترامًا علی بخش کو سگریٹ پیش کرتا ہے۔ لیکن وہ غالبًا حجاب میں آکر اسے قبول نہیں کرتا۔ "ڈاکٹر صاحب میں ایک عجیب بات تھی، کبھی کبھی رات کو سوتے سوتے انہیں ایک جھٹکا سا لگتا تھا اور وہ مجھے آواز دیتے تھے۔ انہوں نے مجھے ہدایت کر رکھی تھی کہ ایسے موقع پر میں فورًا ان کی گردن کی پچھلی رگوں اور پٹھوں کو زور زور سے دبایا کروں، تھوڑی دیر کے بعد وہ کہتے تھے بس، اور میں دبانا چھوڑ دیتا تھا، اسی وجہ سے وہ مجھے اپنے نزدیک سلایا کرتے تھے" ہر چند میرا دل چاہتا ہے کہ میں علی بخش سے اس واردات کے متعلق کچھ مزید استفسار کروں لیکن میں اس کے ذہنی ربط کو توڑنے سے ڈرتا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب بڑے درویش آدمی تھے گھر کے خرچ کا حساب کتاب میرے پاس رہتا تھا میں بھی بڑی کفایت سے کام لیتا تھا، ان کا پیسہ ضائع کرنے سے مجھے بڑی تکلیف ہوتی تھی، بعض اوقات ریل کے سفر کے دوران میں کئی کئی اسٹیشن بھوکا رہتا تھا کیوں کہ وہاں روٹی مہنگی ملتی تھی لیکن ڈاکٹر صاحب ناراض ہو جاتے تھے، کہا کرتے تھے، علی بخش انسان کو ہمیشہ وقت کی ضرورت کے مطابق چلنا چاہئے۔ خواہ مخواہ ایسے ہی بھوکے نہ رہا کرو۔ (شہاب نامہ، ص: ۵۰۸)

رمضان المبارک اور روزے کے تقاضے

مولانا شمیم اکرم رحمانی

رمضان عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں "جھلسا دینے والا"۔ کہتے ہیں کہ عہد اسلام میں جب سب سے پہلے یہ مہینہ آیا تو سخت جھلسا دینے والی گرمی میں آیا تھا، جس کی وجہ سے رمضان کو رمضان کہا جانے لگا، البتہ بعض علماء کے نزدیک رمضان کو رمضان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں اپنی خاص رحمت سے روزے داروں کے گناہوں کو جھلسا دیتے ہیں اور معاف فرما دیتے ہیں، رمضان کو رمضان کہنے کی وجہ چاہے جو بھی ہو، لیکن یہ بات تو طے ہے یہ مہینہ بندگان خدا کے لیے رحمت و مغفرت اور آگ سے آزادی کا پروانہ لے کر آتا ہے، اور انسان کو حقیقی معنوں میں انسان بننے کی ٹریننگ دے کر چلا جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے بندہ ٹریننگ لینے میں کتنی دلچسپی لیتا ہے؛ یا ٹریننگ لے کر زندگی میں کس قدر اسے برتتا ہے۔

مجھے بھی اس بات کا احساس ہے کہ رمضان المبارک کے ختم ہونے کے ساتھ ہی عموماً سب کچھ بظاہر پہلے جیسا ہی ہو جاتا ہے، لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ ایک ماہ کا خصوصی تربیتی کورس ہے، جس میں انسانی جسم اور روح کی اصلاح اور بالیدگی کا تصور کار فرما ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ماہ میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں تاکہ بندہ خدا کو خدا سے جڑنے میں شیطانی رخنہ اندازیوں کا سامنا نہ کرنا پڑے، یہی ہوتا بھی ہے۔ اس ماہ میں اللہ کے مخصوص بندے بغیر کسی روک ٹوک کے احکام الٰہی پر مکمل کاربند ہوتے ہیں، بھوکا پیاسا رہ کر فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی اہتمام کرتے ہیں، تلاوت قرآن میں مصروف رہتے ہیں، رات میں تراویح پڑھتے ہیں، صدقہ وزکوۃ میں بقدر استطاعت حصہ لیتے ہیں، شب قدر کی تلاش میں پوری پوری رات جگ جاتے ہیں اور معاملہ یہاں تک پہونچ جاتا ہے کہ عام زندگی سے کٹ کر مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھتے ہیں، جہاں نہ گھر کی الجھن ہوتی ہے، نہ دنیاوی ٹینشن؛ جہاں صرف خدا ہوتا ہے اور اعتکاف کرنے والا وہ بندہ، جو زبان حال سے بارگاہ خدا میں کہہ رہا ہوتا ہے کہ

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
ترے ذکر سے تری فکر سے تری یاد سے ترے نام سے
(جگر مرادآبادی)

رمضان المبارک میں ایک طرف جہاں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں تو وہیں دوسری طرف عبادتوں کے ثواب میں ستر گنے کا اضافہ کر دیا جاتا ہے، جو تربیتی ماحول فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ عام مسلمان بھی دوسرے ایام کے بالمقابل رمضان میں طاعتوں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں، روزہ جیسی مشکل عبادت کو بسر وچشم قبول کرتے ہیں اور پورے مہینے کے روزے رکھتے ہیں، جو ماہ مبارک کی سب سے اہم عبادت ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف روزے کی فرضیت کی نشاندہی کی ہے، اور روزہ رکھنے کے مقصد کو واضح فرمایا ہے۔

ارشاد باری ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ." (القرآن)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تمہارے اندر تقوی پیدا ہو۔

مذکورہ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ روزے فرض ہیں اور جس طرح نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فرض کیے گئے ہیں، اسی طرح دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں پر بھی فرض کیے گئے تھے، تاکہ قلب انسانی تقوی کی صفت سے آراستہ ہو، ممکن ہے لوگ یہ سوال کریں کہ بھوک اور پیاس برداشت کرنے سے تقوی کی صفت کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بہتر نیتوں کے ساتھ بھوک و پیاس برداشت کرنے اور جماع سے باز رہنے کے نتیجے میں قوت بہیمیت کمزور ہوتی ہے اور قوت ملکوتیت میں اضافہ ہوتا ہے، جو تقوی پیدا کرنے کے غالباً سب سے اہم ذرائع بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا روزہ رکھنے کی وجہ سے انسانوں میں تقوی کی صفت کا پیدا ہونا نا قابل فہم بات نہیں ہے۔ بالفرض اگر نا قابل فہم بھی ہے تو خدائے وحدہ لاشریک کے لیے محال کیا ہے؟ وہ تو سب کچھ پر قادر ہے، اگر وہ روزہ کا مقصد بیان کرتے ہو فرما رہے ہیں کہ روزہ رکھنے کے نتیجے میں ایمان والے تقوی کی صفت سے آراستہ ہو جائیں گے۔ تو بلاشبہ یہ وہ سچ ہے جس پر یقین کرنا ایمان والوں کی ذمہ داری ہے۔

یہی ہے زندگی اپنی یہی ہے بندگی اپنی
کہ ان کا نام آیا اور گردن جھک گئی اپنی
(ماہر القادری)

روزے کے بے شمار فضائل ہیں، جو حدیث کی تمام کتابوں میں موجود ہیں، اہل علم کو ان فضائل سے آگاہ ہونا بھی چاہئے اور دوسروں کو آگاہ کرنا بھی چاہئے۔ کسی بھی چیز کی اس سے بڑی فضیلت اور کیا ہو سکتی ہے، کہ اس کا بدلہ خدا براہ راست اپنے بندے کو عطا کرے، تمام عبادات میں روزے کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ خود اپنے بندے کو عطا فرمائیں گے۔ ایک روایت میں اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے: "كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى مَا شَاءَ اللَّهُ، يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ." (ابن ماجه)

ترجمہ: "آدم کے بیٹے کا نیک عمل دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک آگے جتنا اللہ چاہے بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: روزہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا"

مذکورہ روایت نہ صرف یہ بتا رہی ہے کہ روزہ کا بدلہ براہ راست اللہ اپنے بندوں کو عطا فرمائے گا، بلکہ یہ بھی بتا رہی ہے کہ روزہ دار شخص خدا وحدہ لاشریک کو اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی سکے گا، براہ راست بدلہ عطا کرنے کا مفہوم بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدا اور بندے کے درمیان حائل حجاب ختم ہو جائے گا۔ روزہ داروں کے لئے زیارت خداوندی کا ثبوت واضح طور پر اس روایات سے ہوتا ہے، جس میں روزہ داروں کو ملنے والے دو پر مسرت لمحات کا تذکرہ موجود ہے۔

البتہ زیارت خداوندی کی کیفیت اور صورت کیا ہو سکتی ہے؛ اس کی وضاحت آیات وروایات میں نہیں کی گئی ہے اور نہ اس بحث میں پڑنے کی ضرورت ہے، البتہ اطمینان قلب کے لیے اتنی سی بات دلوں میں جاگزیں کر لینا مناسب ہے کہ وہ خدا جو روزہ داروں کو اپنی رویئت عطا فرمائیں گے، وہی خدا اس کی کیفیت اور صورت بھی طے فرمائیں گے، بندۂ خدا کے لئے اللہ تعالیٰ کا دیدار اتنی بڑی چیز ہے کہ اس کی عظمت کو بیان کرنے کے لیے فی الواقع میرے پاس الفاظ نہیں ہیں اور شاید کسی کے پاس نہ ہوں۔ اگر روزہ کی دیدار خداوندی کے علاوہ کوئی فضیلت بیان نہیں کی جاتی تب بھی کوئی بات نہیں تھی۔ ایک عاشق خدا دیدار خداوندی کے لئے بھوک پیاس کیا سب کچھ برداشت کرتا ہی۔

حالانکہ احادیث کی کتابیں ماہ رمضان اور روزہ کے فضائل ومناقب سے بھری ہوئی ہیں، جن میں روزہ داروں کا باب الریان سے جنت میں داخل ہونا، روزہ داروں کے منھ کی بدبو کا اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہونا، روزہ رکھنے والوں کے پچھلے تمام گناہوں کا معاف ہونا، روزہ کا جہنم کے بالمقابل ڈھال ہونا اور اور روزہ کا بدلہ براہ راست خدا سے ملنا اہم ہیں لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ ہر روزہ داران انعامات کا مستحق ہوگا۔ سچائی یہ ہے کہ ان انعامات کا مستحق وہ شخص ہوگا، جس نے رمضان المبارک میں زبان اور حلق پر پابندی عائد کرنے کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک اور روزہ کے تمام مطالبات اور تقاضوں کو بھی پورا کیا ہوگا۔

> "روزے کے بے شمار فضائل ہیں، جو حدیث کی تمام کتابوں میں موجود ہیں، اہل علم کو ان فضائل سے آگاہ ہونا بھی چاہئے اور دوسروں کو آگاہ کرنا بھی چاہئے۔ کسی بھی چیز کی اس سے بڑی فضیلت اور کیا ہو سکتی ہے، کہ اس کا بدلہ خدا براہ راست اپنے بندے کو عطا کرے، تمام عبادات میں روزے کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ خود اپنے بندے کو عطا فرمائیں گے۔"

اگر کسی نے روزہ رکھا لیکن دوسرے گناہوں سے خود کو نہیں روکا تو روزہ داروں کو ملنے والے انعامات کا وہ مستحق نہیں ہو سکتا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ کو یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے کہ بندہ رمضان کے مخصوص اوقات میں ان امور کی انجام دہی سے تو باز رہے جس کی انجام دہی عام دنوں میں جائز ہے، لیکن ان امور میں خود کو مشغول رکھے جو عام دنوں میں بھی ناجائز ہیں، لہٰذا ایسے شخص کو کم از کم یہ سزا تو ملنی ہے چاہئے کہ ان کے روزے کے اثرات زائل کر دیے جائیں اور ایسا روزہ رکھنے والوں سے کہہ دیا جائے کہ "اگر اسی طرح روزہ رکھنا ہے تو تمہارے بھوک اور پیاس کی کوئی ضرورت نہیں ہے" چنانچہ یہی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھی ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبيَّ صلى الله عليه وسلم قال: مَن لم يَدَعْ قولَ الزُّور والعملَ به والجهلَ، فليس للهِ حاجةٌ أن يَدَعَ طعامه وشرابه (البخاری)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور غلط کام کرنا اور جہالت کی باتیں کرنا (روزے رکھ کر بھی) نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

مذکورہ روایات کے علاوہ مزید ایسی متعدد روایات موجود ہیں، جن کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ صرف بھوکا پیاسا رہنے سے روزہ کا تحقق ہو تو جاتا ہے، لیکن اس روزہ کی حیثیت اس پھول سے زیادہ نہیں رہتی جس میں کوئی خوشبو نہ ہو، یا اس سراب سے زیادہ نہیں رہتی جو دور سے پانی نظر آئے۔

اس لئے عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ روزے کے تقاضوں کو سمجھیں اور انہیں پورا کرنے کی ہر ممکن کوششیں کریں۔ حرام خوری، بہتان تراشی، چغل خوری اور فرائض کی ادائیگی میں پہلو تہی سے مکمل اجتناب کریں، حقوق کی ادائیگی پر مکمل توجہ مرکوز رکھیں اور دل میں اس بات کو بٹھائیں کہ ایک روزہ دار سر سے لے کر پیر تک روزہ دار ہی ہوتا ہے۔ مبادا ایسا نہ ہو کہ روزہ رکھنے کے باوجود انہیں بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ اور نہ ملے، جیسا کہ بہتوں کا یہی حال ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "كم من صائم ليس له من صيامه الا الظمأ وكم من قائم ليس له من قيامه الا السهر." (دارمی)

ترجمہ: بہت سے روزے دار ایسے ہیں، جنہیں بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ اور نہیں ملتا۔ اور بہت سے تہجد گزار ایسے ہیں، جنہیں شب بیداری کے علاوہ کچھ اور نہیں ملتا۔

Scanned with CamScanner

غیبت زنا سے بدتر

مفتی محمد اسلم صاحب

رمضان کا مبارک مہینہ سایہ فگن ہے، اس ماہ مبارک میں زبان، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں سب کو قابو میں رکھئے یوں تو ہر مہینہ میں ان اعضاء کا استعمال قانون شریعت کے مطابق کرنا چاہئے، مگر رمضان میں خصوصیت کے ساتھ خیال رکھنا چاہئے خاص کر غیبت سے پرہیز کرنا چاہئے۔

غیبت ایک گناہ عظیم اور خبیث عادت ہے، جو معاشرے میں بالکل عام ہو چکی ہے اور ہم اس سلسلے میں اتنے بے حس ہو چکے ہیں کہ ہمیں اس بات کا احساس ہی نہیں رہتا کہ ہم ایک مسلمان بھائی کی کمزوریوں اور خامیوں کو پھیلا کر کس گناہ عظیم کے مرتکب ہو رہے ہیں اور تقریبا پورا معاشرہ اس وبا میں ڈوبا ہوا ہے کیا عام کیا خاص، کیا چھوٹا کیا بڑا، کیا مرد کیا عورت، کیا حاکم کیا محکوم حتی کہ معاشرہ کا ہر شخص ایک دوسرے پر بہتان تراشی اور غیبت کے مرض میں مبتلا ہے، کہیں اصلاح معاشرہ کے نام پر غیبت کی جاتی ہے تو کہیں دوسروں کی تذلیل کے طور پر، ہم اپنے گھروں میں ہوں یا دوستوں کی محفل میں، کسی خاندانی تقریب میں ہوں یا آفس وبازار میں، دوسروں پر تنقید، ان کی ناپسندیدہ باتوں کا ذکر اور ان کی عیب جوئی کرنے سے ہم نہیں چوکتے، بلکہ یہی سب باتیں ہماری گفتگو کا اہم موضوع ہوا کرتا ہے۔

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہوں کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا اپنے بھائی کی ناپسندیدہ باتوں کا ذکر کرنا، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر وہ بات میرے بھائی میں موجود ہو پھر بھی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اگر تو اس میں پائی جانے والی صفات (کمزوریوں) کا ذکر کرے گا تب ہی تو وہ غیبت ہے اور اگر وہ بات اس میں موجود نہیں تب تو تو نے اس پر بہتان باندھا ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ تو اپنے بھائی کا تذکرہ ایسے الفاظ میں کرے کہ اگر اس کو پتا چلے تو اس کو ناگوار ہو، یہ غیبت ہے۔

ابن التینؒ نے غیبت کی تشریح یوں کی ہے کہ پیٹھ پیچھے کسی کی ناپسندیدہ حرکت کا ذکر کرنا غیبت ہے۔

قرآن کریم کی سورہ حجرات میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، دوسروں کی ٹوہ میں نہ لگو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے کہ جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا، اس سے تو تم ضرور نفرت کروگے اور اللہ تعالی سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

سورہ ہمزہ کی پہلی آیت میں اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے: تباہی ہے ہر اس شخص کے لئے جو لوگوں پر طعن کرے اور پیٹھ پیچھے برائیاں کرتا پھرے۔

غیبت کی مذمت کرتے ہوئے آیت کریمہ کی تشریح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اس طرح فرمائی ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا: جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھائے (غیبت کرے) تو وہ گوشت قیامت کے روز اس کے قریب کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ جس طرح دنیا میں زندہ رہتے ہوئے اپنے بھائی کا گوشت کھایا تھا اب مردہ ہونے کی حالت میں اس کا گوشت کھا۔ پس وہ (نہ چاہتے ہوئے) اس کا گوشت کھائے گا منہ بنائے گا اور چلائے گا۔ نعوذ باللہ منہ (الترغیب والترہیب)

اسی طرح حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بابرکت میں حاضر تھے، ہم میں سے ایک شخص مجلس سے اٹھ کر چلا گیا، بعد میں دوسرے شخص نے جانے والے شخص کے متعلق غیبت پر مشتمل کچھ کلمات کہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ دانتوں میں خلال کرے، اس نے عرض کیا: حضور میں نے گوشت کھایا بھی نہیں، کس واسطے خلال کروں؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نے اپنے بھائی کا گوشت (غیبت کرکے) کھایا ہے۔ (الترغیب والترہیب)

معلوم ہوا کہ آیت کریمہ میں غیبت کی جو مثال بیان کی ہے وہ کبھی حقیقت بن کر سامنے بھی آسکتی ہے۔

غیبت کی مذمت میں دیگر احادیث شریفہ

نیز دیگر احادیث مبارکہ میں نہایت شدت کے ساتھ انسانی معاشرے سے اس گھناؤنے جرم کی بنیاد اکھاڑ پھینکنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کے متعلق اتنی سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں جنہیں پڑھ کر اور سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر معراج میں دوزخ کے معائنہ کے وقت کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا جو مردار کھا رہے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو (دنیا میں) (لوگوں کا گوشت کھاتے تھے) (غیبت کرتے تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ میں ایسے بدنصیبوں کا بھی مشاہدہ کیا جو اپنے تانبے کے ناخونوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو کھرچ رہے تھے، ان کے متعلق دریافت کئے جانے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہی لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں سے کھلواڑ کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

نیز ایک طویل حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے سفر معراج کے دوران کچھ ایسے مردوں اور عورتوں کو دیکھا جو سینوں کے بل لٹکے ہوئے تھے تو میں نے ان کے بارے میں جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ زبان اور آنکھ کے ذریعہ غیبت کرنے والے ہیں" (بیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس کی خیانت کرے، نہ اس سے جھوٹ بولے اور نہ اس کو ذلیل کرے، کیوں کہ ایک مسلمان مکمل طور پر دوسرے مسلمان پر حرام ہے، یعنی اس کی عزت اس کا مال اس کا خون، تقویٰ یہاں (دل میں) ہے۔ آدمی کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے" (مسلم شریف، ابوداؤد شریف)

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کی غیبت کے صلے میں ایک لقمہ کھایا اللہ تعالی اس کو اتنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جو کسی مسلمان کی غیبت کی صلے میں کچھ پہنایا گیا تو اللہ تعالی اسی قدر اس کو جہنم سے پہنائے گا اور جو کوئی کسی آدمی کے ذریعہ کسی شہرت اور دکھاوے کی جگہ کھڑا ہوا اللہ تعالی اس کو قیامت کے روز شہرت اور دکھاوے کی جگہ کھڑا کردے گا۔ (ابوداؤد)

اس حدیث پاک میں اس شخص کے لئے سخت وعید ہے، جو کسی مسلمان کی غیبت کرے یا اس کی ذات پر حملہ کرنے یا اس کو اذیت دینے کی غرض سے اس کے دشمن کے پاس جا کر عوضا کچھ کھائے، پیئے یا کوئی لباس پہنے اللہ تعالی اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک جہنم میں کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اے وہ جماعت جو زبانی ایمان لائے ہو اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا، مسلمان کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ان کی خفیہ باتوں کی ٹوہ میں لگا کرو، کیوں کہ جو شخص ان کے خفیہ عیوب کی ٹوہ میں لگے گا تو اللہ تعالی اس کو اس کے گھر میں ذلیل کردے گا (ابوداؤد)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور (غیبت کرنے والا) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری)

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت اور کسی مسلمان کی آبرو ریزی کو بدترین سود سے تعبیر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سود کے ستر سے زائد دروازے ہیں ان میں سب سے کمتر سود کے دروازے کا گناہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ بحالت اسلام زنا کرے اور سود کا ایک درہم ۳۵/مرتبہ زنا کرنے سے بھی سخت ہے اور سب سے سخت ترین سود سب سے بڑا سود بدترین سود ایک مسلمان کی عزت و آبرو کو پامال کرنا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بے خیالی میں ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے متعلق غیبت کے کلمات نکل گئے یعنی آپ نے ان کو اشارہ سے قیصرہ (پستہ قد) کہہ دیا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس طرح تنبیہ فرمائی کہ تم نے ایسی بات کہہ دی کہ اگر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو وہ بات سمندر کے پانی کو خراب کردے۔ (مشکوۃ شریف)

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ خبر ملی کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے، آپ نے کھجور کا ایک طبق بطور ہدیہ اس کے پاس بھیج دیا اور ساتھ ہی یہ پیغام بھیجا کہ مجھ کو پتہ چلا کہ آپ نے اپنی نیکیاں میرے نامہ اعمال میں منتقل کردی ہیں، آپ کے اس احسان کا بدلہ دینے کی مجھ میں استطاعت نہیں ہے اس لئے صرف یہ کھجوریں نذر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ غیبت کرنے کا ایک نقصان یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی غیبت کرتا ہے اس کی نیکیاں اس مسلمان کو دیدی جاتی ہیں جس کی اس نے غیبت کی ہے۔

زبان کی آفتوں میں سے غیبت کو سب سے خطرناک آفت قرار دیا گیا ہے، ہم کتنے ہی اچھے مسلمان کیوں نہ ہوں، ہم کتنے ہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر عمل کرنے والے کیوں نہ ہوں، لیکن اگر ہم غیبت کی اس بری عادت میں مبتلا ہیں تو پھر ہمیں اپنے ان نیک اور اچھے اعمال کی فکر کرنی ہوگی کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری غیبت کرنے کی وجہ سے ہماری برسوں کی محنت کہیں اور منتقل کردی جائے اور بروز قیامت کف افسوس ملنا پڑے۔

اللہ تعالی ہم سب کی اور پورے معاشرے کی اس گھناؤنی حرکت سے حفاظت فرمائے اور آخرت کی فکر میں مصروف فرمائے۔ آمین

آلۂ غیبت زبان ہے

زبان اللہ تعالی کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت ہے، اگر زبان نہ ہو تو انسان قوت گویائی اور مافی الضمیر کی ادائیگی سے محروم ہو جائے گا؛ مگر اس عظیم نعمت کا استعمال اگر دینی باتوں کے لیے ہو، اللہ کے ذکر واذکار کے لیے ہو اور اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے ہو تو یہ سب ہمارے لیے اجر و ثواب کا باعث ہوں گے، مگر ہم اس عظیم نعمت کا غلط استعمال کرتے ہیں، ہم اسی زبان سے غیبت اور بہتان جیسے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں، لوگوں کو اذیت پہونچاتے ہیں اور مردہ بھائی کا گوشت کھاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بہت سی حدیثوں میں زبان کی حفاظت کی اشد تاکید آئی ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب ایک آدمی صبح کرتا ہے تو سارے اعضاء زبان سے درخواست کرتے ہیں کہ تم ہمارے سلسلے میں اللہ سے ڈرو؛ کیوں کہ اگر تم نہیں ڈرتی ہو اور کچھ غلط کرتی ہو تو تمہارے ساتھ ہمیں بھی سزا بھگتنی ہوگی۔

اخبار جہاں

سید محمد عادل فریدی

چین نے کی امریکہ سے تائیوان کے ساتھ تعلقات ختم کرنے درخواست

چین کی وزارت خارجہ کے ترجمان ژاؤ لیجین نے جمعہ کو امریکہ سے تائیوان کے ساتھ تمام سرکاری تعلقات ختم کرنے کی درخواست کی ہے جسے وہ اپنا ایک جزء لاینفک (اٹوٹ حصہ) مانتا ہے۔غور طلب ہے کہ چین کی جانب سے یہ بیان ایسے وقت میں سامنے آیا ہے، جب جمعرات کو امریکی سینیٹ کی خارجہ امور کی کمیٹی کے چیئر مین باب مینینڈیز کی سربراہی میں چھ امریکی اراکین پارلیمنٹ کے وفد نے تائیوان کے صدر تسائی اِنگ وین اور وزیر دفاع چیو کواو چینگ سے ملاقات کی تھی۔چین نے کہا کہ وہ امریکہ اور تائیوان کے درمیان کسی بھی سرکاری تعلقات کی سخت مخالفت کرتا ہے۔(یو این آئی)

امریکہ نے عمران خان کے خلاف کسی سازش سے پھر کیا انکار

امریکی حکومت نے جمعہ کو پاکستان کے سابق وزیر اعظم عمران خان کی حکومت گرانے کے الزامات کو ایک بار پھر خارج کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس مسئلے پر پاکستانی فوج کے ترجمان کے بیان سے متفق ہیں۔ایک دن پہلے انٹر سروسز پبلک ریلیشنز (آئی ایس پی آر) کے ڈائرکٹر جنرل میجر جنرل بابر افتخار نے کہا تھا کہ پچھلے مہینے قومی سلامتی کمیٹی (این ایس سی) کی میٹنگ کے بعد جاری بیان میں سازش لفظ استعمال نہیں ہوا تھا۔فوج کے ترجمان نے کہا کہ وہ یہ نہیں بتا سکتے کہ میٹنگ میں کیا بات چیت ہوئی تھی، لیکن سازش لفظ کا استعمال نہیں ہوا تھا۔(یو این آئی)

روس کا جنگی بحری جہاز دھماکوں کے بعد بحر اسود میں غرق

روس کا فلیگ شپ جنگی بحری جہاز دھماکوں اور آگ لگنے کے بعد بحر اسود میں ڈوب گیا ہے۔غیر ملکی خبر رساں ایجنسی کے مطابق یوکرین نے روسی بحری جنگی جہاز ''موسکوواڈیلٹ'' کو میزائل سے نشانہ بنانے کا دعویٰ کیا ہے۔روسی وزارت دفاع کے مطابق جہاز کے تمام عملے کو محفوظ طریقے سے نکال لیا گیا ہے۔(یو این آئی)

فلپائن میں سمندری طوفان سے 148 افراد ہلاک

فلپائن میں سمندری طوفان سے اب تک 148 افراد ہلاک ہو چکے ہیں، منیلا سے خبر رساں ایجنسی کے مطابق زمینی تودوں اور سیلابوں سے تباہ حال علاقوں میں کئی افراد کی لاشیں نکالی جا چکی ہیں، اب بھی متعدد لوگ لاپتہ بتائے جا رہے ہیں۔کئی روز سے جاری طوفانی بارشوں نے ہزاروں افراد کو نقل مکانی پر مجبور کیا ہے۔(یو این آئی)

جنوبی افریقہ میں سیلاب نے تباہی مچائی، 340 افراد ہلاک

جنوبی افریقہ میں بارشوں اور سیلاب کے سبب ہونے والی ہلاکتوں کی تعداد 341 تک پہنچ گئی ہے۔ملک کے شمال مشرقی بندرگاہی شہر ڈربن میں لوگوں کو بچانے کے لیے ہیلی کاپٹرز کی مدد لی جا رہی ہے۔اس شہر کے بعض حصے پیر کے روز سے بجلی اور پانی سے محروم ہیں۔شدید بارشوں کے سبب بالائی علاقوں میں موجود گھر بہہ گئے۔بہت سی سڑکوں کا نشان مٹ گیا جبکہ متعدد پل بھی ٹوٹ گئے۔صوبائی حکام کے مطابق اس سیلاب سے 40 ہزار سے زائد شہری متاثر ہوئے ہیں اور تعمیر نو کے کام کے لیے سینکڑوں ملین ڈالرز درکار ہوں گے۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

ایلون مسک نے 43 بلین ڈالرز ڈالر میں ٹوئیٹر خریدنے کی پیشکش کی

الیکٹرک کاریں بنانے والی کمپنی ٹیسلا اور اسپیس ایکس کے بانی سربراہ ایلون مسک نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ٹوئٹر کو مکمل طور پر خریدنے کی پیشکش کی ہے۔تفصیلات کے مطابق وہ اس مائیکرو بلاگنگ پلیٹ فارم کی خریداری کے لیے مجموعی طور پر 43 بلین ڈالرز ادا کرنے کو تیار ہیں۔اس پیشکش کے فوری بعد ٹوئٹر کے شیئرز کی قیمتوں میں واضح اضافہ ہو گیا۔ٹوئیٹر کے بورڈ نے کہا ہے کہ وہ اس پیشکش پر غور کرے گا۔ایلون مسک کا کہنا ہے کہ اس کمپنی کو اپنا کردار بہتر طور پر ادا کرنے کے لیے پرائیویٹائز کر دیا جانا چاہیے۔ساتھ ہی انہوں دھمکی بھی دی ہے کہ اگر ان کی پیشکش کو قبول نہیں کیا جاتا تو وہ اس کمپنی میں موجود اپنے شیئرز فروخت کر دیں گے۔وہ اس وقت اس کمپنی کے سب سے زیادہ شیئر رکھنے والی واحد شخصیت ہیں۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

سعودی عرب کا رواں سال 10 لاکھ افراد کو حج کی اجازت دینے کا اعلان

سعودی عرب نے رواں سال 10 لاکھ افراد کو حج کی ادائیگی کی اجازت دینے کا اعلان کیا ہے۔یہ اعلان حال ہی میں کرونا پابندیوں کی نرمی کے بعد سامنے آیا ہے۔خبر رساں ادارے ''اے ایف پی'' کی رپورٹ کے مطابق سعودی عرب کی وزارتِ حج نے ایک بیان میں کہا ہے کہ رواں سال 10 لاکھ ملکی و غیر ملکی عازمین کو حج کی ادائیگی کی اجازت دی گئی ہے۔کرونا وائرس کے آغاز سے قبل ہر سال لگ بھگ 25 لاکھ افراد دنیا بھر سے حج کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب کا رخ کرتے تھے۔مگر کرونا وائرس کی وجہ سے جہاں دنیا بھر میں اجتماعات متاثر ہوئے وہیں حج پر بھی اس کا اثر پڑا اور سعودی حکام نے سال 2020 میں صرف ایک ہزار افراد کو حج کی اجازت دی تھی۔گزشتہ برس اس تعداد کو کچھ بڑھایا گیا تھا اور مجموعی طور پر 60 ہزار مقامی افراد کو حج کی ادائیگی کی اجازت دی گئی تھی۔ان افراد کا انتخاب قرعہ اندازی کے ذریعے کیا گیا تھا۔وزارتِ حج کی جانب سے ہفتے کو کیے گئے اعلان میں کہا گیا کہ رواں سال 65 سال کی عمر کے ویکسین شدہ افراد حج کی ادائیگی کر سکیں گے۔اس کے علاوہ بیرونِ ملک سے آنے والے افراد کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ سفر سے 72 گھنٹے قبل تک کا منفی کرونا پی سی آر ٹیسٹ کی رپورٹ جمع کرائیں۔بیان میں کہا گیا ہے کہ حکومت دنیا بھر سے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کی حج کی ادائیگی یقینی بنانے کے ساتھ ساتھ عازمین کا تحفظ چاہتی ہے۔حج کے مناسک آٹھ ذی الحجہ سے شروع ہوتے ہیں۔رواں سال جولائی کے مہینے میں حج ادا کیا جائے گا۔واضح رہے کہ عالمی وبا سے قبل مسلمان زائرین کی آمد سعودی عرب کے لیے آمدنی کا ایک اہم ذریعہ تھی اور اس سے لگ بھگ 12 ارب ڈالر سالانہ آتے تھے۔(وائس آف امریکہ)

تعلیم و روزگار

عدلیہ کام کے بوجھ میں دبی، زیادہ سے زیادہ ججوں کی تقرری ضروری: چیف جسٹس رمنا

چیف جسٹس آف انڈیا این وی رمنا نے کہا ہے کہ ملک کی عدلیہ کام کے بوجھ میں دبی ہے، لہٰذا زیادہ سے زیادہ تعداد میں ججوں کی تقرریاں ضروری ہیں۔انہوں نے کہا کہ ان کی اولین ترجیح ججوں کی اسامیوں کو پُر کرنا اور بنیادی ڈھانچے کو مضبوط کر کے زیر التوا مقدمات کا تصفیہ ہے۔چیف جسٹس نے تلنگانہ میں عدالتی افسران کی دو روزہ کانفرنس کے افتتاحی پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے یہ باتیں کہیں۔انہوں نے کہا کہ عہدہ کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہی انہوں نے ان دونوں مسائل پر توجہ دینا شروع کر دی تھی۔چیف جسٹس این وی رمنا نے کہا: ''انصاف کی فراہمی اس وقت ہی ممکن ہے جب ہم نہ صرف خاطر خواہ تعداد میں عدالتیں قائم کریں بلکہ بنیادی ڈھانچہ بھی درست کریں تاکہ لوگ انصاف حاصل کرنے کے لئے عدالت میں آئیں۔'' انہوں نے مزید کہا کہ یہ ایک غیر متنازعہ حقیقت ہے کہ ہماری عدلیہ بوجھ میں دبی ہوئی ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ عدالتوں میں زیر التوا مقدمات کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے، اس کی سینکڑوں وجوہات ہیں، ایسی صورت حال میں ذہن میں یہ خیال بھی گردش کرنے لگتا ہے کہ آپ اگر عدالت سے رجوع کریں گے تو فیصلہ آنے میں کئی سال لگ جائیں گے، ہمارے یہاں جو اپیل کرنے کا نظام ہے، اس میں بھی زیادہ وقت لگتا ہے، اس لئے میں نے محسوس کیا کہ جتنا ہو سکے ججوں کی تقرری ضروری ہے، میں چاہتا ہوں کہ ہائی کورٹ ہو یا سپریم کورٹ ہو یا ضلعی عدالتیں ہوں کہیں بھی خالی اسامیاں نہ رہیں۔

ملک کے مختلف حصوں میں کئے گئے سپریم کورٹ رجسٹری کے سروے سے انکشاف ہوا ہے کہ عدالتوں کا بنیادی ڈھانچہ ناکافی ہے۔چیف جسٹس نے مرکزی حکومت سے اسے مضبوط بنانے کی درخواست کی، انہوں نے ججوں پر زور دیا کہ وہ کورونا وبا کے خوف سے باہر آئیں اور عدالت کے معمول کے وقت سے زیادہ وقت دیں تاکہ زیر التوا مقدمات کا تصفیہ کیا جا سکے۔انہوں نے کہا کہ جب تک نظام عدل کو اندرونی طور پر موثر نہیں بنایا جائے گا، اس وقت تک اہداف کو حاصل نہیں کیا جا سکے گا۔(بحوالہ قومی آواز)

کیا سری لنکا کا معاشی بحران ہندوستانی ملبوسات کمپنیوں کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگا؟

تمل ناڈو کے ایکسپورٹرز گروپ کے ایک عہدیدار کا کہنا ہے کہ سری لنکا میں معاشی بحران سے ہندوستانی ملبوسات کی صنعت کو تھوڑا فائدہ ہو سکتا ہے لیکن کپاس پر درآمدی ڈیوٹی ہٹانے سے صنعت کی قسمت بدل سکتی ہے۔ترویور ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن (ٹی ای اے) کے صدر راجا ے شانموگم نے مزید کہا کہ ہندوستان میں پیداوار کی بنیاد والی سری لنکن ٹیکسٹائل کمپنیاں ہندوستانی اکائیوں سے اپنے آرڈر پر عمل درآمد کر سکتی ہیں۔سری لنکا میں برآمد کے لیے ہوزری گارمنٹس کی پیداوار گھنٹوں بجلی کی کٹوتی، ڈیزل کی قلت اور اشیائے ضروریہ کی بلند قیمتوں کی وجہ سے متاثر ہوئی ہے۔کیا اس کا ہندوستانی اکائیوں پر مثبت اثر پڑے گا؟ شانموگم نے کہا کہ روئی اور دھاگے کی زیادہ قیمتوں کی وجہ سے ترویور میں یونٹس کے لیے بڑی تعداد میں آرڈر نہیں آ رہے ہیں۔بین الاقوامی برانڈز اپنی سورسنگ بنگلہ دیش اور ویتنام جیسے ممالک میں منتقل کر سکتے ہیں۔یہ امید کرتے ہوئے کہ مرکزی حکومت کپاس پر 11 فیصد درآمدی ڈیوٹی ختم کر دے گی، انہوں نے کہا کہ کچھ آرڈرز ہندوستانی ملبوسات کے مینوفیکچررز کو حاصل ہو سکتے ہیں، کیونکہ دوسرے ممالک میں پیداوار کی کمی ہو سکتی ہے۔انہوں نے کہا کہ کپاس کے تاجر 11 فیصد درآمدی ڈیوٹی کی وجہ سے اپنے نرخوں میں اضافہ کر رہے ہیں جس کے نتیجے میں ملکی گارمنٹس یونٹ بین الاقوامی منڈیوں میں مسابقت کے قابل نہیں ہیں۔شانموگم نے کہا کہ سری لنکا کے ملبوسات کے کچھ یونٹوں کی ہندوستان میں پیداواری ذیلی کمپنیاں ہیں اور ایسی سری لنکن کمپنیاں اپنے آرڈرز اپنی ہندوستانی یونٹس سے پورے کر سکتی ہیں۔ترویور کو ہندوستان کے ہوزری کیپٹل کے طور پر جانا جاتا ہے اور یہاں سے تقریباً 32,000 کروڑ روپے کے کپڑے اور تقریباً 30,000 کروڑ روپے کا سامان بازار میں بھیجا جاتا ہے۔(یو این آئی)

نوودیہ ودیالیہ کے طلبہ کو ''سیمسنگ اسمارٹ اسکول'' کا تحفہ، 5000 طلبہ کو ملے گا فائدہ

صارفین کی پسندیدہ الیکٹرانکس کمپنی سیمسنگ انڈیا پورے ملک میں جواہر نوودیہ ودیالیہ میں اپنا فلیگ شپ ''سیمسنگ اسمارٹ اسکول'' پروگرام شروع کرنے جا رہی ہے۔یہ معلومات دیتے ہوئے سیمسنگ انڈیا نے کہا کہ یہ پروگرام 10 جواہر نوودیہ ودیالیوں میں چلایا جا رہا ہے جس سے 5000 طلبہ مستفید ہو رہے ہیں۔ان میں سے بہت سے اسکول دور دراز دیہی علاقوں میں واقع ہیں۔سیمسنگ اسمارٹ اسکول میں دو اسمارٹ کلاس رومز ہیں، جو جدید ترین ڈیجیٹل انفراسٹرکچر سے لیس ہیں۔اس میں 85 انچ اور 55 انچ کے دو فلپ انٹرایکٹو ڈیجیٹل بورڈز شامل ہیں جنہیں طلبہ لیکچرز، کوئز، کلاس ورک اور پروجیکٹ ورک میں حصہ لینے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں، خود مطالعہ کے لیے 40 ٹیبلیٹ (Tablet) بھی ہیں، سبھی کلاس رومز ایک پرنٹر، ایک سرور پی سی، ٹیبلیٹ چارجنگ اسٹیشن اور پاور بیک اپ سے لیس ہیں۔سیمسنگ نے کہا ہے کہ سیمسنگ اسمارٹ سکول پروگرام کے ذریعے طلبہ اپنی سیکھنے کی صلاحیتوں کو بہتر بنا سکیں گے اور کلاس روم میں انٹرایکٹو ڈیجیٹل لرننگ (Interactive Digital Learning) کے طریقوں کے ذریعے کلیدی تصورات کو سمجھ سکیں گے، جن کے لیے اساتذہ کو تربیت دی گئی ہے۔سیمسنگ نے کہا کہ 5000 طلبہ میں سے 40 فیصد لڑکیاں ہیں اور تقریباً 260 اساتذہ ہیں۔یہ پروگرام سیمسنگ کے ''ٹوگیدر فار ٹومارو'' (Together For Tomorrow) ویژن کا حصہ ہے، جس کا مقصد پسماندہ طلبہ و طالبات کو ڈیجیٹل تعلیم کے فوائد تک رسائی فراہم کر کے آنے والے کل کے نوجوان لیڈروں کی تعمیر کرنا ہے۔سیمسنگ انڈیا کے کارپوریٹ سٹیزن شپ کے نائب صدر پارتھا گھوش نے کہا کہ دنیا بھر کے نوجوانوں کو بہتر تعلیم اور سیکھنے کے مواقع تک رسائی حاصل کرنے میں مدد کرتا ہے۔ونائک گرگ، کمشنر، نوودیہ ودیالیہ کمیٹی نے کہا کہ سیمسنگ اسمارٹ اسکول پروگرام اسمارٹ کلاس رومز، طلبہ کی شرکت اور مشغولیت کو بہتر بنانے میں مدد کر رہے ہیں۔مجھے یقین ہے کہ اس طرح کا پروگرام معاشرے میں مثبت اثر ڈالے گا اور ایک ڈیجیٹل مستقبل کی تخلیق کرے گا۔مستقبل میں یہ تعلیم کا معیار ثابت ہوگا۔(بحوالہ این ڈی ٹی وی)

Scanned with CamScanner

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات کے نتائج جاری

وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے سالانہ امتحانات کے نتائج کا اعلان وفاق المدارس الاسلامیہ کے ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کے ہاتھوں عمل میں آیا، اس موقع پر مفتی صاحب نے ان تمام مدارس کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے سالانہ امتحان میں وفاق کا تعاون کیا اور صاف ستھرے ماحول میں امتحانات کی پوری کارروائی کو یقینی بنایا۔ امسال عربی ہفتم تک کے طلبہ نے امتحانات میں شرکت کی، لاک ڈاؤن کی وجہ سے درجہ وار طلبہ کی تعداد کم رہی اور بہت سارے عربی مدارس میں طلبہ کی عدم موجودگی کی وجہ سے ان کی شرکت امتحان میں نہیں ہوسکی، جن مدارس نے شرکت کی ان میں مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھروارہ دربھنگہ، مدرسہ امدادیہ دربھنگہ، جامعہ ربانی منورواشریف سستی پور، مدرسہ اسلامیہ بتیا مغربی چمپارن اور مدرسہ بشارت العلوم کھرایاں پتھرا دربھنگہ کے طلبہ کی کارکردگی لاک ڈاؤن کے باوجود اچھی رہی اور ان مدارس کے طلبہ نے مختلف درجات میں پوزیشن حاصل کیا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

عربی ہفتم میں اول، دوم، سوم تینوں پوزیشن علی الترتیب مدرسہ امدادیہ دربھنگہ کے محمد عنایت اللہ، محمد معراج اور محبوب عالم نے حاصل کیا، عربی ششم میں تینوں پوزیشن جامعہ ربانی منورواشریف سستی پور کے محمد اخلد، نسیم احمد اور محمد رضوان کو ملی، اسی مدرسہ کے طالب علم محمد فریاد نے دوم، ذوالقرنین نے عربی چہارم میں سوم، عربی سوم میں محمد ابو زید، محمد علاؤالدین نے اول، رحمت اللہ نے دوسری اور عربی دوم میں نوشیر عالم نے اول پوزیشن حاصل کی، عربی پنجم میں مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھروارہ دربھنگہ کے طالب علم: محمد عاشق اللہ، ولی اللہ اور محمد اسماعیل نے بالترتیب اول، دوم، سوم پوزیشن پانے کے ساتھ عربی چہارم میں محمد انظار نے اول اور عربی اول میں: بشارت اللہ، مجاہدالاسلام اور خالد سیف اللہ نے علی الترتیب تینوں پوزیشن اپنے نام کرلیا، عربی سوم میں مدرسہ بشارت العلوم کھرایاں پتھرا دربھنگہ کے محمد سہراب عالم نے تیسری، جبکہ مدرسہ اسلامیہ بتیا مغربی چمپارن کے طالب علم محمد نیاز نے عربی دوم میں دوسری پوزیشن پائی۔

مفتی صاحب نے امتیازی نمبرات سے کامیاب ہونے والے طلبہ کو نیک دعاؤں کے ساتھ مزید محنت سے علم دین حاصل کرنے کی ترغیب دی اور ان کے مخلص اساتذہ کرام اور ان کے سرپرستوں کو بھی مبارک باد دی۔ یہ اطلاع مفتی محمد سعید کریمی رفیق وفاق المدارس الاسلامیہ نے دی۔

شرپسندوں کے ذریعہ مسجد پر بھگوا جھنڈا لہرانا پرامن سماج کے لیے لمحۂ فکریہ: امارت شرعیہ

انتظامیہ اور مقامی لوگوں کے برابر رابطے میں ہے امارت شرعیہ: مولانا محمد شبلی القاسمی

ضلع مظفرپور کے قاضی محمد پور اور بنجریا گاؤں میں رام نومی کے دن شرپسندوں کی طرف سے کی جانے والی شرمناک حرکت پر امارت شرعیہ نے اپنی سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور اس کو پرامن سماج کے لیے لمحۂ فکریہ اور سخت خطرہ قرار دیا ہے۔ امارت شرعیہ کی موجودہ فرقہ وارانہ بگڑتی ہوئی صورت حال پر مستقل نظر ہے۔ جیسے ہی اس واقعہ کی اطلاع امارت شرعیہ کو ہوئی امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے اس پر اپنی سخت تشویش کا اظہار کیا اور واقعہ کی تحقیق کرکے افسران سے رابطہ کرنے اور قصورواروں کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ کرنے کی ہدایت دی۔ یہ باتیں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے بیان میں کہیں، انہوں نے کہا کہ حضرت امیر شریعت کی ہدایت کے مطابق اسی دن مقامی انتظامیہ اور حکمراں جماعت کے رہنماؤں سے بات کرکے حالات کو معمول پر لانے اور تشدد و دہشت کا ماحول پیدا کرکے امن وامان کو بگاڑنے اور ایک خاص فرقہ کو خوف زدہ کرنے کی غرض سے مسجد پر بھگوا جھنڈا لہرانے والوں کو گرفتار کرنے اور سزا دینے کا سخت مطالبہ کیا۔ پولیس نے اپنی جانب سے مستعدی دکھائی اور پہلے ہی دن اطمینان دلایا کہ ہم مجرموں کو گرفتار کرکے رہیں گے۔ یہ حرکت برداشت نہیں کی جائے گی۔ مولانا نے مزید کہا کہ امارت شرعیہ نے اپنے قیام کے وقت سے متعلقہ ریاستوں میں امن وامان کو بحال رکھنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے۔ اس معاملہ پر بھی امارت شرعیہ کی گہری نظر ہے، انتظامیہ کے رابطہ میں رہ کر ماحول کو پرسکون بنانے اور مجرموں کو واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ امارت شرعیہ کے پارو بلاک کے نائب صدر مولانا محمد اسلم رحمانی صاحب اور امارت شرعیہ کے دیگر مقامی ذمہ داران بھی مستعد رہے اور انتظامیہ سے مجرموں کو گرفتار کرکے سزا دینے کا مطالبہ کرتے رہے اور گاؤں والوں کے رابطے میں رہے۔ الحمدللہ بہار کی پرامن فضا کو خراب کرنے میں شرپسند عناصر ناکام رہے اور مسلمانوں سمیت دوسرے طبقہ کے سمجھدار لوگوں نے عقل وشعور سے کام لیا۔ پولیس بھی مستعدی سے قانونی کارروائی کررہی ہے، کئی لوگوں کی گرفتاری ہوئی ہے۔ جناب محمد سلیم صاحب متولی قاضی محمد پور مسجد سے بھی فون کے ذریعہ گاؤں اور علاقہ کے احوال معلوم کیے گئے اور حالات کی جانکاری لی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ حالات الحمدللہ پرامن ہیں، پولیس اپنا کام مستعدی سے کررہی ہے۔

بنجریا گاؤں، تھانہ کٹہیا جہاں سے حالات کشیدہ ہوئے تھے اور عیدگاہ کے پاس شرپسندوں نے حالات کو خراب کرنے کی کوشش کی تھی، اگر انتظامیہ مستعد نہ ہوتی اور اقلیتی طبقہ سمیت سماج کے سمجھدار لوگ شعور سے کام نہ لیتے تو وہاں حالات بے قابو ہوسکتے تھے۔ وہاں کے ایک ذمہ دار جناب پرویز صاحب سے بھی بات کی گئی، انہوں نے صورت حال کی تفصیلی جانکاری دفتر امارت شرعیہ کو دی اور سرکار کی مستعدی پر اطمینان کا اظہار کیا۔

جناب قائم مقام ناظم صاحب نے مزید کہا کہ وزیر اعلیٰ حکومت بہار جناب نتیش کمار صاحب جو ریاست میں امن وامان کی بحالی کے لیے مخلصانہ کوشش کرتے ہیں وہ خود اس معاملہ کو دیکھیں اور ایسی حرکت کرنے والوں کو سخت سزا دلوائیں، تاکہ بہار کا ماحول پرامن بنا رہے۔

مولانا نے لوگوں سے گزارش کی کہ صبر وتحمل، عقل وشعور، سیاسی بصیرت اور سماجی ذمہ داری کا ایسے مواقع پر خاص طور سے ثبوت دیں اور افواہوں سے گریز کریں۔

قائم مقام ناظم امارت شرعیہ کی اپیل

رمضان المبارک کے موقع پر

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی ایک عظیم دینی وشرعی تنظیم اور مرکزی ملی وفلاحی ادارہ ہے۔ یہ مسلمانوں کی ملی زندگی کی روشن علامت اور اجتماعی نظام زندگی کا عملی نمونہ ہے۔

اس ادارہ کے قیام کا مقصد تمام مسلمانوں کو شرعی تنظیم کے اصول پر ایک امیر شریعت تحت متحد ومنظم کرنا، احکام شرعیہ کے اجراء ونفاذ کی سعی، مسلم معاشرہ کی اصلاح، مسلمانوں میں دینی حمیت و استقامت علی الحق کے جذبہ کو فروغ دینا، تعلیم کو عام کرنا، اسلامی تشخصات اور مسلمانوں کے آئینی حقوق کی حفاظت کرنا ہے، ان مقاصد کے حصول کے لیے امارت شرعیہ میں کئی اہم شعبے سرگرم عمل ہیں، جیسے بیت المال، دارالافتاء دارالقضاء، شعبۂ تبلیغ وتنظیم، شعبۂ نشرواشاعت اور شعبۂ تحفظ مسلمین۔

بیت المال امارت شرعیہ کا اہم ترین شعبہ ہے، بلکہ ادارہ کے لیے اس کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی ہے۔ اسی سے تمام شعبوں کا خرچ پورا ہوتا ہے، بیواؤں، یتیموں، طلبہ ومعلمین اور دوسرے اہل حاجت مسلمانوں کی امداد ہوتی ہے۔ سیلاب، زلزلہ، آتشزدگی جیسے قدرتی آفات اور فرقہ وارانہ فسادات سے تباہ حال لوگوں کی اعانت بھی بیت المال سے ہی کی جاتی ہے۔ سال رواں میں تعمیرات، اسپتال، ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ اور ریلیف کے اخراجات کے علاوہ امارت شرعیہ کا سالانہ بجٹ نو کروڑ، چورانوے لاکھ پینسٹھ ہزار روپے (9,94,65,000.00) ہے۔ جبکہ ریلیف فنڈ، تعمیرات، المعہد العالی، دارالعلوم الاسلامیہ، اسپتال وٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔ روزافزوں گرانی اور دائرہ کار میں ہورہی وسعت وترقی کی وجہ سے اخراجات کافی بڑھ گئے ہیں۔

امارت شرعیہ نے سی اے اے، این پی آر اور این آر سی جیسے خطرناک قوانین سے نمٹنے کے لیے عام لوگوں میں بیداری پیدا کرنے، نیز ترغیب تعلیم اور تحفظ اردو کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیے ہیں۔ اس دوران بڑی تعداد میں مبلغین اور ملازمین کی بحالی ہوئی ہے، کئی نئے دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا ہے، معیاری عصری تعلیم کے لیے سی بی ایس ای کے طرز پر امارت پبلک اسکول کے نام سے رانچی، گریڈیہہ، پورنیہ، کٹیہار اور کٹک میں اسکول قائم کیے گئے ہیں، اس کے علاوہ امارت انٹرنیشنل اسکول کے نام سے ایک پلس ٹو رہائشی اسکول کا سنگ بنیاد امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب قدس سرہ کے ہاتھوں ۱۵؍ مارچ ۲۰۲۱ء کو اربا ضلع رانچی میں رکھا گیا تھا، الحمدللہ ۲۳؍مارچ ۲۰۲۲ء کو موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کے ہاتھوں وہاں اسکول کا افتتاح ہو چکا ہے اور ابتدائی درجات کی تعلیم کا آغاز ہوگیا ہے۔ گذشتہ دو لاک ڈاؤن کے زمانے میں امارت شرعیہ نے مختلف نوعیت کے انسانی خدمت کا فریضہ ذمہ دارانہ طور پر انجام دیا ہے۔ ان سب کاموں کی انجام دہی اہل خیر مخلصین ومحبین امارت شرعیہ کے تعاون سے ہی ممکن ہو سکی ہے۔

ضرورت ہے کہ نقباء ونائبین نقباء، بلاکوں اور ضلعوں کے صدور وسکریٹریز، ارکان شوریٰ وعاملہ، ارباب حل وعقد، تنظیم امارت شرعیہ کے ذمہ داران وارکان، مختلف تعلیمی کمیٹیوں کے ذمہ داران وارکان ودیگر مخلصین وہمدردان امارت شرعیہ بھرپور توجہ فرمائیں اور رمضان کے مبارک مہینہ میں خصوصی عطیات، زکوٰۃ وصدقہ فطر کی رقوم سے بیت المال امارت شرعیہ کو مستحکم کریں۔ اگر امارت شرعیہ کا کوئی نمائندہ آپ تک نہ پہونچ سکے تو اپنی رقم مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجیں۔ یا براہ راست امارت شرعیہ کے اکاؤنٹ میں جمع کریں۔ والسلام

(محمد شبلی القاسمی)

قائم مقام ناظم امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ

A/C Name : Imarat Shariah
A/c No. 918020107701035
IFSC Code : UTIB0003615
Bank Name : Axis Bank
Branch : Phulwari Sharif, Patna

Scanned with CamScanner

مہنگائی کی تکلیف بھلانے کے لیے کھلائی جارہی مذہب کی افیم

آدتیہ آنند

پٹرول-ڈیزل کی قیمت اگر کسی دن نہ بڑھے تب ہی وہ خبر ہے، ورنہ قیمتیں روز ہی بڑھ رہی ہیں۔ مارچ کے آخری اور اپریل کے پہلے ہفتے کے درمیان 15 دنوں میں ہی ان کی قیمتیں 13 بار بڑھ چکی ہیں۔ دیگر چیزوں کی قیمتوں کی رفتار بھی کم وبیش یہی ہے۔ جب آن لائن یا آف لائن شاپنگ کرنے جاؤ، نئی قیمت سامنے آجاتی ہے اور بل میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ ایسے میں گوا کے ایک وزیر کا یہ بیان مضحکہ خیز ہونہ ہو، زخم پر نمک چھڑکنے جیسا تو ہے ہی۔ وزیر محترم نے کہا کہ پٹرول-ڈیزل کی بڑھتی قیمتوں کی شکایتیں کرنے کی جگہ لوگوں کو سرکاری سبسیڈی سے ملنے والی الیکٹرک گاڑیاں خریدنی چاہئیں۔ ایسے میں ایک مشہور قصہ یاد آنا فطری بات ہے۔ فرانس کی آخری رانی میری اینٹونیٹ سے جب کہا گیا کہ لوگ پریشان ہیں اور کھانے کو روٹی نہیں ہے، تو اس نے لوگوں کو کیک کھانے کی صلاح دی تھی۔ ویسے فرانسیسی انقلاب کے پیدا ہونے میں اس قصے نے اہم کردار نبھایا تھا۔ آج اپنے یہاں اس ضمن میں روٹی نہیں ہے، تو مذہب، وہ بھی ہندوتوا کی گھٹی پلائی جارہی ہے۔

یہاں لوگ مہنگائی سے روزانہ نبرد آزما ہیں، لیکن مشتعل نہیں ہورہے ہیں، اس کی بھی ایک وجہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہندوتوا سے متعلق روزانہ نئے نئے نیریٹیو سامنے لائے جارہے ہیں؛ حجاب، دھرم سنسد، گاندھی-نہرو کی غلطیاں وغیرہ پر روزانہ ہی کوئی نہ کوئی میسج، ویڈیو وائرل ہورہی ہیں۔ کئی فرضی ویڈیو بھی چل جاتی ہیں کہ فلاں جگہ کس طرح مسجد سے اسلحے ملے، فلاں مولانا غلط بیانی کررہے ہیں، فلاں جگہ بھگوا پرچم لہرادیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتے رہنے کی کوشش ہوتی ہے کہ وزیراعظم نریندر مودی تمام قسم کی مشکلات سے ملک کو نکالنے کی کوشش میں دن رات میں 18-18 گھنٹے تک کام میں لگے ہیں۔ غریبوں کے درمیان سرکاری فلاحی منصوبوں کو خاص طور سے آگے کردیا جارہا ہے۔

لیکن اس کے معانی بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ کانگریس کے سابق قومی ترجمان سنجے جھا اس کی قلعی اس طرح کھولتے ہیں: ''پٹرول، ڈیزل، رسوئی گیس وغیرہ سے مودی حکومت نے ہماری آپ کی جیب سے 26 لاکھ کروڑ روپے ٹیکس کے طور پر نکال لیے، اس سے ہی مفت راشن، رہائش، اُجولا، کسان منصوبے وغیرہ میں پیسے لگائے گئے۔ لیکن اگر آپ دیکھیں تو یہ 100 روپے لے کر 10 روپے دینے جیسا ہے۔'' اور یہ بھی سوچنے، جنھیں ان سماجی فلاحی منصوبوں کا فائدہ مل رہا ہے وہ بھی پٹرول، ڈیزل، رسوئی گیس پر ٹیکس دے رہے ہیں۔

مشہور ومعروف ماہر معیشت سرینواس کھنڈیوالے بھی کہتے ہیں کہ ''مودی ہے، تو ممکن ہے'' کا نیریٹیو بہت ہوشیاری سے چلایا جارہا ہے۔ انھیں لگتا ہے کہ لوگ ایسا سوچتے ہیں کہ یہ اب بھی ممکن ہے کہ مودی کوئی چمتکار کردیں گے۔ وہ حال کے یوپی انتخاب کے دوران کی ایک ویڈیو کا تذکرہ کرتے ہیں، جس میں ایک خاتون کہتی ہے کہ ہم نے ان کا نمک کھایا ہے، دراصل وہ مفت اناج کے ساتھ ملنے والے نمک-تیل کی بات کررہی تھی۔ کھنڈیوالے کہتے ہیں کہ یہ غریب کے دماغ میں گھسی ایک خاص قسم کی بات ہے، وہ نہیں جانتے کہ عوامی نظامِ تقسیم (پی ڈی ایس) گوداموں میں اناج بہت زیادہ تھے اور گیہوں ٹیکس دینے والے لوگوں کی رقم سے مل رہا تھا، انھیں سچ مچ لگتا رہا ہے کہ ایسا اکیلے وزیراعظم مودی کی وجہ سے ہی ممکن ہو پا رہا ہے۔

کھنڈیوالے ایک سروے سے منسلک رہے ہیں، جس میں جن دھن اکاؤنٹ منصوبہ کے فائدوں کا جائزہ لیا گیا۔ اس کے تحت کروڑوں لوگوں کے بینک اکاؤنٹ کھلوائے گئے۔ اس سروے کا مجموعی طور پر ریزلٹ یہی تھا کہ بینکوں سے لوگوں تک اس کے فائدے نہیں پہنچ رہے ہیں۔ کھنڈیوالے نے کہا کہ سرکاری چینل جو دعوے کررہے ہیں ان کے برعکس ہم نے پایا کہ بینک منیجران اکاؤنٹ والوں کو کسی بھی قسم کا قرض دینے کے تئیں شبہ میں تھے، کیونکہ انھیں لگتا تھا کہ آخر یہ پیسے لوٹائیں گے کیسے۔ اور پیسے واپس نہ آئے تو آخر کار قصوروار تو بینک افسر وملازمین ہی مانے جائیں گے۔ جو تھوڑے بہت قرض تقسیم ہوئے بھی تو وہ سرکاری دباؤ میں کیے گئے۔ اسی طرح لوگوں کے روزگار بڑی تعداد میں گئے ہیں، دوبارہ روزگار پانا اب بھی چیلنج ہی ہے اور نئے بے روزگاروں کی تعداد لگاتار بڑھ رہی ہے۔ انفراسٹرکچر اور ہائیوے کے کام ہوتے بھی نظر آرہے ہیں لیکن اب مشینوں کا جس بڑے پیمانے پر استعمال ہوتا ہے اس میں پہلے کے تناسب میں روزگار کی تعداد بہت کم ہوگئی ہے۔ کھنڈیوالے ایک اور بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ یہ سب عارضی روزگار ہیں، حکومت اس بات کا کوئی جواب نہیں دے رہی کہ لوگوں کو مستقل روزگار کب سے اور کتنی تعداد میں ملیں گے۔ انڈین ایگریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے ریٹائرڈ سائنسداں ڈاکٹر سوما مارلا نے بھی حال میں ایک مضمون میں تفصیل سے بتایا ہے کہ بالآخر مار غریب پر ہی کس طرح پڑ رہی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ ''یہ غریب ہی ہیں جو ٹیکس کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، مہنگائی کی مار کا بیشتر حصہ ان پر اس لیے ہوتا ہے کہ وہ اپنی کم آمدنی کا زیادہ حصہ اس پر خرچ کرتے ہیں، پٹرولیم مصنوعات پر ہم جو ٹیکس دیتے ہیں، وہ بالواسطہ ٹیکس کا حصہ ہے جو ایکسائز اور گڈس اینڈ سروسز (جی ایس ٹی) کی صورت میں لیا جاتا ہے۔ بلاواسطہ ٹیکسز میں ویلتھ ٹیکس، کارپوریٹ ٹیکس، امپورٹ ٹیکس، انکم ٹیکس اور مالدار لوگوں سے لیے گئے دیگر ٹیکسز ہیں۔ حکومت کو بلاواسطہ ٹیکس اب کم مل رہے ہیں جب کہ پٹرولیم مصنوعات سے ایکسائز ڈیوٹی اور جی ایس ٹی میں اضافہ ہورہا ہے۔''

ویسے چیزوں کی قیمتوں میں جس طرح روزانہ اضافہ ہورہا ہے، اس کا اثر چہار طرفہ ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا ہو جو اس سے بچا ہوا ہو، یہ بھی نہیں ہے کہ لوگ اسے محسوس نہیں کررہے ہیں، بینک آف بڑودا میں چیف اکونومسٹ مدن سبنویس اسے اس طرح کہتے ہیں: ''جن کی ٹھیک ٹھاک آمدنی ہے، انکی بچت تو کم ہوتی ہی جارہی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ غریبوں اور عام لوگوں نے ہی نہیں ان لوگوں نے اپنے ویسے خرچ کم سے کم کردیے ہیں جو ضروری یا لازمی نہیں ہیں، اور یہ کوئی آج نہیں ہوا ہے، کووڈ وبا پھیلنے سے پہلے سے ایسا ہورہا ہے۔ ایسا روزگار کم ہونے کی وجہ سے تھا اور اب تو چیزوں کی بڑھتی قیمتیں بھی اس میں جڑ گئی ہیں۔ آپ دھیان دیں تو صنعتوں نے اپنے کو بچائے رکھنے کے لیے ایک اور راستہ نکال لیا ہے۔ بسکٹ کے پیکٹ پہلے سے چھوٹے ہوگئے ہیں، انھوں نے قیمت نہیں بڑھائی، لیکن پہلے جو پیکٹ 100 گرام کے ہوتے تھے اور 10 روپے میں ملتے تھے، اب اسی قیمت میں 40 گرام کے پیکٹ ملتے ہیں۔'' خریدنے والے ٹھگا محسوس کرتے ہیں، لیکن مانتے ہیں کہ چلو، تھوڑا کم ہوگیا، چھوٹا ہے، پر مل تو اتنے میں ہی رہا ہے۔ ٹھگے جانے کے اس احساس کے باوجود لوگ قیمتوں میں اضافہ، بے روزگاری، روزانہ کے دیگر مسائل کے خلاف سڑکوں پر کیوں نہیں آرہے! وائی سی ایم او یو اور ایم جی ایم یونیورسٹی میں وائس چانسلر رہے ڈاکٹر سدھیر گوہانے کہتے ہیں کہ ''دقت یہ ہے کہ پارٹیوں میں بھی زمین پر اوپینین بنانے اور تنظیمی کام کرنے والے اب نہیں ہیں، بڑے پیمانے پر کوئی کچھ نہیں کرنے والا۔ جب تک ایسے لوگ سامنے نہیں آئیں گے، لوگ کیسے اکٹھا ہوں گے، مشہور ومعروف ماہر معیشت سرینواس کھنڈیوالے کہتے ہیں ''اپوزیشن پارٹی اپنے لیڈروں کی نجی وجوہات سے منقسم ہے، کوئی پارٹی آگے نہیں آرہی، اور سچ تو یہی ہے کہ ٹکڑوں میں طاقت نہیں ہوتی!'' (بحوالہ قومی آواز)

امریکہ کے ساتھ مذاکرات میں انسانی حقوق پر بات نہیں ہوئی: بھارت

نئی دہلی کا کہنا ہے کہ امریکہ کے ساتھ ''ٹو پلس ٹو ڈائیلاگ'' کے دوران انسانی حقوق کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ مذاکرات کے آغاز پر امریکہ نے کہا تھا کہ بھارت میں ہونے والی ''انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں'' پر اس کی نظر ہے۔

بھارتی وزیر خارجہ ایس جے شنکر کا کہنا ہے کہ امریکی حکام کے ساتھ ٹو پلس ٹو ڈائیلاگ کے دوران انسانی حقوق کے حوالے سے کوئی بات چیت نہیں ہوئی اور جیسے دوسروں کو بھارتی پالیسیوں کے بارے میں رائے رکھنے کا حق حاصل ہے، اسی طرح بھارت کو بھی ان کے بارے میں اپنی رائے رکھنے کا حق حاصل ہے۔ ان کا اشارہ امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن کے اس بیان کی جانب تھا، جس میں انہوں نے ٹو پلس ٹو ڈائیلاگ کے آغاز پر کہا تھا کہ امریکہ بھارت میں انسانی حقوق کی بڑھتی ہوئی خلاف ورزیوں پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہے۔

ایک سوال کے جواب میں بھارتی وزیر خارجہ ایس جے شنکر نے کہا کہ اس میٹنگ کے دوران انسانی حقوق کے معاملے پر کوئی بات نہیں ہوئی ہے، یہ ملاقات بنیادی طور پر سیاسی اور عسکری امور پر مرکوز تھی۔ یہ موضوع ماضی میں اس وقت سامنے ضرور آیا تھا، جب سیکریٹری بلنکن بھارت کے دورے پر آئے تھے۔ بھارتی وزیر خارجہ کا مزید کہنا تھا: ''دیکھئے، لوگ ہمارے بارے میں رائے رکھنے کا حق رکھتے ہیں۔ لیکن ہم ان کے خیالات، مفادات، اور ان لابیوں اور ووٹ بینکس کے بارے میں بھی اپنی رائے رکھنے کے برابر کے حق دار ہیں، جو ایسے معاملات کے پیچھے ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب بھی کوئی بات ہوتی ہے، تو ہم بھی بولنے سے باز نہیں آتے۔

ان کا مزید کہنا تھا: ''میں آپ کو بتاؤں کہ ہم امریکہ سمیت دیگر ممالک میں انسانی حقوق کی صورت حال پر بھی اپنے خیالات رکھتے ہیں۔ جب اس ملک میں اس طرح کی صورت حال ہوتی ہے، تو ہم بھی انسانی حقوق کے مسائل اٹھاتے ہیں، خاص طور پر جب وہ ہماری کمیونٹی سے متعلق ہوں۔

گزشتہ روز نیویارک میں سکھ برادری پر ہونے والے حملوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بھارتی وزیر خارجہ نے کہا، ''حقیقت میں، ہمارے پاس کل ہی کا ایک کیس تھا، تو واقعی ہمارا موقف یہی ہے۔''

امریکہ نے انسانی حقوق کے حوالے سے دو بھارتی وزراء کی موجودگی میں جس طرح کا بیان دیا تھا، اسے واشنگٹن کی جانب سے نئی دہلی کے لیے براہ راست سرزنش کے طور پر دیکھا جارہا ہے۔ امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن نے پیر کے روز بھارتی وزراء کے ساتھ ہونے والی ایک مشترکہ پریس کانفرنس کے دوران کہا تھا کہ امریکہ بھارت میں کچھ عہدیداروں کے ذریعے کی جانے والی ''انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں'' پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ بلنکن کا کہنا تھا: ''ہم جمہوری اقدار اور انسانی حقوق جیسی مشترکہ اقدار پر اپنے بھارتی شراکت داروں کے ساتھ باقاعدگی سے بات چیت کرتے رہتے ہیں اور اسی مقصد کے لیے ہم بھارت میں ہونے والی ایسی حالیہ پیش رفت کی نگرانی کررہے ہیں، جن میں بعض حکومتی، پولیس اور جیل حکام کی جانب سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں اضافہ بھی شامل ہے۔'' اس سے پہلے حکمران ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلق رکھنے والی رکن کانگریس عمر الہان نے بھی بھارت میں ہونے والی انسانی حقوق کی پامالیوں پر تشویش کا اظہار کیا تھا۔ انہوں نے انسانی حقوق کے حوالے سے نریندر مودی کی حکومت پر تنقید کرنے میں امریکی حکومت کی مبینہ ہچکچاہٹ پر سوال اٹھایا تھا، جس کے بعد امریکی وزیر خارجہ کا یہ بیان سامنے آیا ہے۔

الہان عمر نے بھارتی مسلمانوں کے حوالے سے مودی حکومت کی پالیسیوں پر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا: ''اس سے پہلے کہ ہم انہیں امن میں اپنا شراکت دار سمجھنا چھوڑ دیں، آخر مودی کو بھارت کی مسلم آبادی کے ساتھ، کیا کرنے کی ضرورت ہے۔''

بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے ناقدین کا کہنا ہے کہ ان کی ہندو قوم پرست حکمران جماعت بی جے پی 2014 میں اقتدار میں آنے کے بعد سے معاشرے کو مذہبی خطوط پر مسلسل تقسیم کرنے اور مذہبی منافرت کو فروغ دینے کا کام کرتی رہی ہے۔ مودی کے اقتدار میں آنے کے بعد سے ہی دائیں بازو کے ہندو قوم پسند گروپوں نے ملکی اقلیتوں پر اپنے حملے تیز کردیے اور وہ اب بھی آئے دن مساجد اور دیگر املاک کو نشانہ بناتے رہتے ہیں۔ کئی ریاستیں تبدیلی مذہب کی مخالفت میں متنازعہ قوانین منظور کرچکی ہیں اور کئی اس پر غور کررہی ہیں، حالانکہ یہ اقدام آئینی طور پر عقیدے کی آزادی کو تحفظ فراہم کرنے والے حقوق کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ (ڈوئچے ویلے)

Scanned with CamScanner

زندگی نام ہے احساس کی بیداری کا

مولانا محمد تبریز عالم قاسمی حیدرآباد

رمضان المبارک کا پہلا عشرہ مکمل ہو چکا ہو۔عشرہ کی تکمیل کا مطلب یہ ہے کہ ہماری عبادت وریاضت، روزہ نماز اور تلاوت واذکار کا دورانیہ دس روز یا اس سے آگے بڑھ چکا ہے۔اللہ کے رسول محمد عربی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے تین حصے کیے ہیں اس کا بڑا مقصد یہ ہیکہ ہر عشرہ کے آغاز واختتام پر اپنے اعمال کا جائزہ لیا جائے اور اس کی بنیاد پر ماضی کے تلخ تجربات اور اعمال بد سے پرہیز کرتے ہوے مستقبل میں نیک اعمال کے ذریعہ اپنی دنیا وآخرت کو سجایا اور سنوارا جاسکے۔اعمال کا محاسبہ،اپنے نفس کا محاسبہ اور اپنے شب وروز کا محاسبہ ایک ایسا کارآمد اور مفید چراغ ہے جس سے انسانوں کی تاریک زندگیوں میں ایسا اجالا اور ایسی روشنی ہو جاتی ہے جوان کی ہر شام کو صبح دوام عطا کر دیتی ہے۔

باری تعالی کا ارشاد ہے: يٰـأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ(حشر)؛اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو دیکھنا اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تمھارے اعمال سے باخبر ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تقوے کے دو مرحلے ہیں، پہلا مرحلہ یہ ہے کہ انسان نیک کام انجام دے اور بُرے کاموں سے پرہیز کرے،اور دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ انجام شدہ کاموں پر تجدید نظر کرے۔اور اپنے کیے کا محاسبہ کرے۔اس لیے ہمیں ہمیشہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیۓ تا کہ اپنے اعمال پر نظر رہے اور اچھے اور غلط کی تمیز کرتے ہوئے برے کاموں سے اپنے آپ کو روکا جاسکے؛لیکن کیا ہم نے کبھی یہ سوچا ہے کہ ہم جہاں روپے پیسے بلکہ ہلدی مرچ،دھنیا اور چینی کا حساب وکتاب کرتے ہیں تو کیا یہ ناانصافی نہیں ہے کہ ہم خود اپنی زندگی کا کوئی حساب وکتاب نہ کریں اور شرعی واخلاقی طور پر اپنے گھاٹے اور نقصان کا کوئی تخمینہ واندازہ نہ لگائیں۔رمضان المبارک کی یہ زندگی اور اس زندگی کے شب وروز کے معمولات یقیناً اس قابل ہیں کہ ہم ایک عشرہ کی تکمیل پر ان کا محاسبہ کریں۔یہ محاسبہ اس لیے بھی کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں وقت کی قسم کھائی ہے"والعصر ان الانسان لفی خسر"۔زمانے کی قسم!بے شک انسان گھاٹے میں ہے،یہی وجہ ہے کہ اسلام میں جہاں زندگی کے دیگر شعبہ ہائے حیات میں حساب وکتاب کو ضروری قرار دیا گیا ہے،وہیں خود زندگی پر بھی ایک نظر ڈالنے کی تاکید ملتی ہے،یہی وجہ ہے کہ صوفیا کے یہاں ایک خاص وقت میں چوبیس گھنٹے کے معمولات کے محاسبہ کا معمول ہے۔

بات لمبی ہوگئی اس طوالت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم رمضان کے ایک عشرہ کی تکمیل پر اپنے اعمال کا ضرور محاسبہ کریں تاکہ"کیا پایا اور کیا کھویا"ہمارے سامنے آسکے۔

روزے کا محاسبہ:

رمضان کے پندرہ روزے گذر گئے ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ احادیث میں روزوں کے جو فضائل وارد ہیں اور روزوں پر جن روحانی فوائد کے حصول کا وعدہ کیا گیا ہے کیا ہم ان کے مستحق ہوگئے؟ کیا ہمیں روزے سے حاصل ہونے والا مخصوص تقوی حاصل ہوا؟ کیا ہمارے یہ دس روزے اس لائق تھے کہ باری تعالی ان کے بارے میں ارشاد فرمائیں کہ یہ روزے میرے لیے ہیں اور میں ہی ان کا بدلہ دوں گا؟ کیا ہمارے یہ روزے اس معیار کے تھے کہ ان کی وجہ سے ہمیں باب الریان سے داخلۂ جنت نصیب ہو سکے؟ کیا ہمارے روزے ہمارے حق میں گناہوں سے پرہیز کے حوالہ سے ڈھال کی حیثیت اختیار کر سکے؟ایسے کئی سوال ہیں جن کے مثبت جوابات اس موقع پر ہمیں تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ابھی جو عشرہ باقی ہے ان سوالوں کے جوابات آخری عشرہ کی زمین ہموار کرنے میں بہت معاون ثابت ہوں گے۔

نمازوں کا محاسبہ

نماز کے سلسلے میں فرائض کے ساتھ سنن ونوافل کا بطور خاص محاسبہ کرنا ضروری ہے۔اس ماہ میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہو جاتا۔کیا ہم نے سنن:موکدہ وغیر موکدہ اور نوافل:بطور خاص تہجد،اشراق،چاشت،صلاۃ التسبیح،اور اوابین کے ذریعہ کتنے سنن ونوافل کو فرض جیسا بنایا؟یاد رکھنا چاہیے کہ نوافل کے بارے مین یہ جو بات مشہور ہے کہ اس کے ترک پر گناہ نہیں ہوتا یہ ایک علمی چیز ہے عملی چیز نہیں ہے یعنی اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ نفل نمازیں پڑھی نہ جائیں بلکہ نوافل کا اہتمام ایک طرف قرب الہی کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف فرائض وواجبات کی جانب رغبت کا سبب بھی ہے۔اس لیے اس موقع پر نوافل کا بطور خاص جائزہ لینا اپنی زندگی میں پر لطف انقلاب کے لیے از حد ضروری ہے۔

تلاوت قرآن کا محاسبہ:

اس ماہ رمضان کو ماہ قرآن بھی کہتے ہیں قرآن کریم کو رمضان المبارک سے خاص تعلق اور گہری خصوصیت حاصل ہے۔چنانچہ رمضان المبارک میں اس کا نازل ہونا،حضور اکرم ﷺ کا رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآن کا شغل نسبتاً زیادہ رکھنا،حضرت جبرئیل علیہ السلام کا رمضان المبارک میں نبی اکرم ﷺ کو قرآن کریم کا دور کرانا،تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام کرنا،صحابۂ کرام اور بزرگان دین کا رمضان میں تلاوت کا خاص اہتمام کرنا،یہ سب امور اس خصوصیت کو ظاہر کرتے ہیں۔لہذا اس ماہ میں کثرت سے تلاوتِ قرآن میں مشغول رہنا چاہیۓ۔

ماہ رمضان کا قرآن کریم سے خاص تعلق ہونے کی سب سے بڑی دلیل قرآن کریم کا ماہ رمضان میں نازل ہونا ہے۔اس مبارک ماہ کی ایک بابرکت رات میں اللہ تبارک وتعالی نے لوح محفوظ سے سماء دنیا پر قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کے بعد حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوتا رہا اور تقریباً ۲۳ سال کے عرصہ میں قرآن مکمل نازل ہوا۔اس موقع پر یہ محاسبہ ضروری ہے کہ کیا ہم نے قرآن کے حقوق ادا کیے:تلاوت میں اپنا وقت گذارا؟،تراویح میں اس کے پڑھنے اور سننے کا اہتمام کیا؟ قرآن کو صحت الفاظ اور رعایت تجوید کے ساتھ پڑھنے کی کوشش کی؟اس کے ساتھ حسب موقع ترجمہ وتفسیر پڑھنے کی جد وجہد کی تا کہ مراد الہی سے بھی کچھ واقفیت ہو؟

دعا کا محاسبہ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کو عبادت کی روح قرار دیا ہے: دُعا عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے۔ (ترمذی۔باب ماجاء فی فضل الدُعاء) نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دُعا عین عبادت ہے۔ (ترمذی۔باب ماجاء فی فضل الدُعاء) اللہ تعالی نے انبیاء کرام وصالحین کی دعاؤں کا ذکر اپنے پاک کلام (قرآن کریم) میں متعدد مرتبہ فرمایا ہے۔دعا کی اہمیت کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ اللہ تعالی نے سورۂ فاتحہ میں اپنے بندوں کو نہ صرف دُعا مانگنے کی تعلیم دی ہے بلکہ دعا مانگنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کو مؤمن کا خاص ہتھیار یعنی اس کی طاقت بتایا ہے،(الدُعاء سِلاحُ الْمُؤمِنِ) (رواہ ابویعلی وغیرہ)۔دُعا کو ہتھیار سے تشبیہ دینے کی خاص حکمت یہی ہو سکتی ہے کہ جس طرح ہتھیار دشمن کے حملہ وغیرہ سے بچاؤ کا ذریعہ ہے،اسی طرح دعا بھی آفات سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالی نے قبولیت دعا کے بعض خاص مواقع بھی متعین کیے ہیں تا کہ انسان ان سے فایدہ اٹھا سکے رمضان المبارک کے تمام لحاتِ شب وروز قبولیت کے مواقع ہیں۔کیا ہم نے شروع عشرے میں اس سے فایدہ اٹھا لیا؟نمازوں سے متصل رٹی رٹائی دعاؤں کے علاوہ کسی خاص وقت میں اپنی ساری ضروریات کی تکمیل،رحمت الہی کے حصول،گناہوں سے توبہ واستغفار کی محنت اور نعمتوں پر شکریہ کے حوالے انتھک کوشش کی؟

ذکر وتسبیح کا محاسبہ:

ذکر الہی کی اہمیت کا اندازہ آپ اس سے لگالیں کہ آپ ﷺ کا مبارک ارشاد ہے کہ ذکر کرنے والے اور ذکر نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔یعنی ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے یعنی ذکر روح کی روح ہے۔اسی لیے اللہ جل شانہ نے اس کو ہماری روحانی حیات کے لئے بہت ضروری قرار دیا ہے اور اسی لیے ہر طرح سے اللہ پاک کا نام لیا جاسکتا ہے۔لیٹے،کھڑے بیٹھے ہر طرح سے ذکر جائز ہے۔

قرآن مجید کی وضاحت کے بموجب انسان پوری دنیا میں سکون کی تلاش کر لے،نہیں ملے گا۔کیوں کہ حق تعالی نے دل کا سکون اپنی یاد میں رکھا ہے۔جب دل میں سکون ہوگا تو ظاہراً بھی طمانیت جھلکتی نظر آئے گی۔جو قلب میں یاد خدا بساتا ہے وہی روحانی سکون پاتا ہے۔اس عشرہ کی تکمیل کے موقع پر اس حوالے سے بھی محاسبہ ضروری ہے کہ ہم نے رمضان کے گزرے ہوئے اس عشرہ میں ذکر واذکار کے ذریعہ خود کو کتنی غذا فراہم کرنے کی کوشش کی؟

یہ محاسبہ کے چند بنیادی پہلو ہیں ورنہ اس کے علاوہ انسان خود مختلف پہلوؤں سے اپنے اعمال کا محاسبہ کرسکتا ہے۔اس لیے مزید پہلوؤں سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔

اعضاءِ بدن کا محاسبہ

روزہ کے دوران اپنے اعضاء کی حفاظت ضروری ہے،اس کا خیال رکھنا لازم ہے کہ روزے کے دوران ہمارے کسی بھی عضو سے گناہ صادر نہ ہونے پائے،روزہ کے دوران اگر آنکھ بدنظری میں مبتلاء ہو،زبان پر غیبت،گالی اور غیر شرعی الفاظ جاری ہوں،کان غیر شرعی امور سن رہے ہوں،ہاتھ پاؤں سے گناہ صادر ہو رہے ہوں اور دل بدخواہی اور باطنی امراض میں مبتلا ہو تو یقین مانیں ہمیں بھوک کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا،اس لیے اس موقع پر اپنے اعضاء وجوارح کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے،ورنہ بیماری کے ساتھ صحت کے حصول کا تصور بے معنی بات ہوگی۔

یقین مانیے (اگر چہ یقین ماننے والے بہت کم ہیں) اگر ہم نے سچے دل سے ان امور پر غور کیا اور اصلاح احوال اصلاح نفس اور اصلاح اعمال کی خاطر محاسبہ کیا تو یقیناً ہم سے زیادہ نیک بخت کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔اور اگر محاسبہ کو غیر ضروری سمجھ کر اپنی رفتار بے ڈھنگی پر کنٹرول نہیں کیا تو یقیناً ہم سے زیادہ بدنصیب کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔

زندگی نام ہے مرمر کے جیے جانے کا

ایک معمہ ہے ، سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
زندگی کاہے کو ہے ، خواب ہے دیوانے کا
خلق کہتی ہے جسے دل تیرے دیوانے کا
ایک گوشہ ہے یہ دنیا اسی ویرانے کا
مختصر قصہ غم یہ ہے کہ دل رکھتا ہوں
راز کونین خلاصہ ہے اس افسانے کا
تم نے دیکھا ہے کبھی گھر کو بدلتے ہوئے رنگ
آؤ دیکھو نا تماشہ میرے غم خانے کا
دل سے پہنچتی تو ہیں آنکھوں میں لہو کی بوندیں
سلسلہ شیشے سے ملتا تو ہے پیمانے کا
حسن ہے ذات میری عشق صفت ہے میری
ہوں تو میں شمع مگر بھیس ہے پروانے کا
ہم نے چھانی ہیں بہت دیر وحرم کی گلیاں
کہیں پایا نہ ٹھکانہ تیرے دیوانے کا
ہر نفس عمر گذشتہ کی ہے میت فانی
زندگی نام ہے مرمر کے جئے جانے کا

(فانی بدایونی)

Scanned with CamScanner

بیوی کا مقام و مرتبہ

حضرت مولانا عبدالماجد دریاآبادیؒ

ہجرت کے بعد کا زمانہ ہے، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہیں ایک بار چودہ شعبان کو شب میں بستر مبارک سے آہستہ سے اٹھتے، روایت بیان کرنے والی حضرت صدیقہ ہیں، وہ بھی آرام فرما تھیں، ردائے مبارک آہستہ سے اٹھاتے ہیں، حجرہ کا دروازہ آہستہ سے کھولتے ہیں اور چپکے سے قبرستان بقیع میں مومنین کے حق میں دعائے مغفرت کرنے تشریف لے جاتے ہیں، ام المومنین روایت کرتی ہیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر جنبش کیلئے "رویدا" استعمال کرتی ہیں، قام رویدا، اخذ رواء رویدا وغیرہ معنی آہستہ کے ہیں، یہ اس وقت ہر عمل میں آخر آہستگی کا استعمال کیوں؟ جواب دنیا سنے گی؟ شوہروں کو تمامتر خدائے مجازی اور بیویوں کو تمام تر باندی سمجھنے والی دنیا سنے گی، آہستگی کا اہتمام محض اس لئے کہ پاس لیٹی ہوئی عائشہ صدیقہ کی راحت میں بلاضرورت خلل نہ پڑے! اللہ اکبر آج بڑے بڑے نرم مزاج شوہروں میں بھی ہیں کوئی صاحب رفیقہ حیات کی راحت و آسائش کا اس درجہ اہتمام رکھنے والے؟ جس نے اپنی ازدواجی زندگی اس معیار کے مطابق گزاردی، حق پہنچتا تھا اسی کو کہ کھلے لفظوں میں اعلان کرے، اور دنیا میں پکار دے خیرکم خیرکم لأہلہ وأنا خیرکم لاہلی تم میں بہترین انسان وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہو مجھے دیکھوں اپنے گھر والوں میں بہتر ہوں (ترمذی و ابن ماجہ) یا پھر یہی پکار دوسرے لفظوں میں خیارکم خیارکم لنساء ہم (ابن ماجہ) تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہو۔ نیکی اور بزرگی کا معیار آپ نے ملاحظہ فرمالیا، یہ نہیں کہ دفتروں اور کچہریوں میں دوستوں کے مجمع میں قومی جلسوں میں کون کیسا نظر آتا ہے، بلکہ بیوی کے ساتھ برتاؤ کس کا نرم ہے۔ گھر کے اندر صبر و تحمل کا ثبوت کون دیتا رہتا ہے اور جلوت میں نہیں خلوت میں کون کیسا ہے، سسرال جیل خانہ کا نام نہیں اور نہ لڑکی شادی کے بعد بیوی سے باندی بن جاتی ہے، آسان تھا بجائے خطبہ نکاح میں تصریحات کے محض اتنا کہ کر لڑکی کا ہاتھ پکڑا دیا جاتا کہ میاں لڑکی نہیں خدمت کو کنیز دی جارہی ہے، ان الفاظ سے دل جو پہلے سے بھر آنے کیلئے تیار ہیں ضرور بھر آتے، لیکن حقیقت کی ترجمانی نہ ہوتی، اسلام میں بیوی کنیز نہیں ہوجاتی بیوی ہی رہتی ہے۔ تو کیا سب سے بڑے حکیم اور سب سے بڑے حاکم کا یہ فرمان کسی مسلمان تک نہیں پہونچا ہے کہ **عاشروھن بالمعروف** یہ صیغہ امر بطور حکم ارشاد ہورہا ہے کہ بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آو، حسن معاشرت قائم رکھو، قید کسی خاص حالت کی نہیں جوانی میں بھی اور بڑھاپے میں بھی، وہ حسین و جمیل ہو تو اور حسن و جمال ظاہری سے محروم ہو تو، ڈھیروں مال لے کر آئے جب بھی اور خالی ہاتھ آئے جب بھی عزت رکھتی ہے، شوہروں کی آمدنی پر حق رکھتی ہے، حیثیت و مرتبہ رکھتی ہے، لازم ہے کہ لحاظ اس کی عزت کا، اس کی حیثیت کا، مرتبہ کا رہے، **ولھن مثل الذی علیکم** جیسے مرد کے حقوق عورت کے ذمہ ہیں ویسے ہی عورت کے بھی مرد کے ذمہ، اور کیوں نہ ہوتے جب خلقت دونوں کی ایک رکھی گئی ہیں، اور خلقت کی یکسانیت کا گواہ کوئی دوسرا نہیں خود خالق کائنات ہے، **واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجا** ، اللہ نے تمہاری بیویاں تمہیں میں سے پیدا کیں، تمہاری جنس سے ہے، تمہاری فطرت ان کی فطرت، اس کی خلقت تمہاری خلقت ہے، تمہیں سیم و زر کی طلب ہے تو وہ بھی احتیاج مال سے بے نیاز نہیں رکھی گئی، اگر تم اپنی راحت و آسائش کے بھوکے ہو تو اس کا جسم بھی خستگی اور تھکن کے اثرات قبول کرنے والا بنایا گیا ہے، تمہیں اگر غصہ آتا ہے تو وہ بھی بے حس پیدا نہیں کی گئی، تم اگر اپنی جان عزت کے طالب ہو تو وہ بھی اپنی توہین و رسوائی سے خوشی حاصل نہیں کرتی، تم اگر حکومت چاہتے ہو تو وہ بھی غلامی کے لئے پیدا نہیں ہوئی، لوگوں! تم اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا، ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت اس دنیا میں پھیلا دیئے خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے حق مانگتے ہو، اور رشتہ اور قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو، یقین جانو کہ اللہ تعالی تم پر نگرانی کررہا ہے، الفاظ پر غور کرو سارے انسانوں کی چاہے مرد ہو یا عورت اصل ایک ہی ہے، ایک جوڑے سے مردوں اور عورتوں کی ساری نسلیں چلی ہیں، جذبات کے آسانی کے اظہار کا طریقہ اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے، اور پھر حقوق پر صراحت سے ڈرایا، اور حقوق قرابت کے لیے غایت اہتمام، یہاں کے ذکر کا عطف خود اپنے ذکر پر کیا ہے، **ومن ایاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا** (روم) تم ہی میں سے، تمہاری جنس سے، یہیں سے رد ہوجاتا ہے ان مذاہب باطل عقائد جنہوں نے مدت تک عورت کو بغیر روح کے مانا، ارشاد ہوتا ہے اور اسے بطور قدرت اپنے نشان قدرت کے پیش فرماتے ہیں کہ عورت تو تمہاری جنس کی چیز ہے، تم سے فروتر، پست تر کوئی دوسری جنس نہیں، اس کی آفرینش سے یہ غرض نہیں کہ تم اسے باندی بنا کر رکھو؛ بلکہ وہ تو اس لیے ہے کہ **لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ** تم اس سے تسکین راحت، سکون خاطر حاصل کرو، دونوں کے درمیان رشتہ اور تعلق آقائی و کنیزی کا نہیں، محبت والفت کا قائم کردیا گیا ہے، الفاظ اس قدر صاف اور واضح ہیں کہ حاجت نہ کسی تشریح کی اور نہ حاشیہ آرائی کی، اصل مقصد زندگی کو محبت اور اخلاص سے شیریں بنادینا اور جن لوگوں کی فطرت سلیم ہے وہاں بحمد للہ کیفیت پائی جاتی ہے، میاں بیوی ایک دوسرے پر فریفتہ رہتے ہیں؛ لیکن جہاں بدقسمتی سے مذاق فاسد ہوچکے ہیں وہاں کے لئے ارشاد ہوتا ہے **فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا** (النساء) اگر تمہیں سیرت و صورت میں کوئی عیب معلوم ہو تو تمہیں کیا خبر کہ جو شئی ناپسند ہورہی ہو اللہ نے اس میں کوئی بڑی مصلحت کوئی منفعت نہ رکھ دی ہو؛ آیت کے اس ٹکڑے کے ملاحظہ کے بعد شوہر کے دل میں کوئی کشیدگی بیوی کی طرف سے باقی رہ سکتی ہے؟۔ حق افسری مرد کو یقیناً حاصل ہے، **الرجال قوامون علی النساء** ۔ مرد کی برتری مسلم و برحق **وللرجال علیھن درجۃ** لیکن جو افسر ہے وہ اپنے حق کا استعمال کیوں کر کرے؟ اس کا جواب ہی قرآن لانے والے کی زبان سے سنئے، ابو ہریرہ صحابی، معلم کائنات کا ارشاد نقل کرتے ہیں: نصیحت قبول کرو عورتوں کے باب میں نرمی کی، اس لئے کہ ان کی خلقت پسلی سے ہوئی ہے، اگر تم اس کو ہموار کرنے کی فکر میں لگے رہے، تو اسے توڑ کر رہو گے، اور اگر اس کے حال پر اسے رہنے دو گے تو کجی بدستور رہے گی، پس نصیحت قبول کرو عورتوں کے باب میں نرمی کی، خیال کرکے دیکھئے کہ عورت کے ساتھ بھلائی اور ملائمت کی تاکید کس درجہ ہے، حکم شروع بھی اسی سے ہوا اور ختم بھی اسی پر، درمیان میں ارشاد کی حکمت بیان ہوتی ہے، ٹیڑھی پسلی کو کوئی سیدھا کرنے کے درپے ہوجائے تو پسلی بھلا سیدھی ہوسکتی ہے، البتہ ٹوٹ کر رہ جائے گی، لیکن اگر کجی کی طرف سرے سے توجہ نہیں کیجائے گی تو خرابی جوں کی توں رہے گی، اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ اصلاح کی کوشش میں لگے رہو، لیکن ہمیشہ نرمی اور سہولت سے محبت سے۔

آج عجمیت اور ہندویت کے اثر سے فخر اس پر کیا جاتا ہے کہ ہم بیوی سے دبتے نہیں، دبا کر رکھتے ہیں؛ لیکن رسول اسلام کو اس پر فخر نہیں تھا، وہاں بیوی کی حیثیت اللہ کی بخشی ہوئی بہترین نعمت کی تھی، ابوامامہ رضی اللہ عنہ صحابی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مؤمن کیلئے تقوی الہی کے بعد کوئی نعمت نیک سیرت بیوی سے بڑھ کر نہیں۔ مبارک ہیں وہ نعمت والے جو نعمت کی قدر پہچانیں، ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ اس فانی اور ناپائیدار دنیا کی نعمتوں میں کوئی نیک سیرت بیوی سے بڑھ کر نہیں، عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا چند روزہ ہے .... لیکن اس چند روزہ عیش دنیا میں کوئی شئی نیک سیرت بیوی سے بڑھ کر نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننے والے سبق لیں حیات طیبہ کے ان دو اہم ترین واقعات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو قلب مبارک پر اس قدر بے چینی تھی، اس وقت ذات مبارک کو تسکین دینے والی اور رسالت پر سب سے پہلی ایمان لانے والی ہستی کسی دوست، عزیز کی نہیں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی تھی، اسی طرح جب روح مبارک کسی کے دیدار کیلئے بے چین اس جسد ظاہری سے ہمیشہ کیلئے جدا ہورہی تھی، تو عین اس وقت سر مبارک کس کے زانو پر تھا؟ رفیقوں اور عزیزوں میں سے کسی مرد کے نہیں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے، یہ ہے اسلام میں بیوی کا مقام۔

سسرال میں بیوی جو کچھ کھاتی ہے اپنے حق سے بھیک منگی نہیں کہ خیرات سمجھ کر ترس کھا کر دو چار پیسے اس کے آگے ڈال دے، سائل گداگر نہیں کہ رات کی باسی روٹی کے ٹکڑے اس کے دہن میں پھینک دئے، علم و حکمت کی اسی کان میں جس کا نام حدیث نبوی ہے ایک روایت حکیم بن معاویہ کے حوالے سے آئی ہے کہ ایک شخص نے خدمت نبوی میں آکر عرض کیا کہ شوہر پر بیوی کا کیا حق ہے؟ فرمایا کہ شوہر جب خود کھائے تو اسے بھی کھلائے، جب خود پہنے، تو اسے بھی پہنائے، اس کے بعد یہ الفاظ آئے ہیں: اس میں عیب نہ نکالے، یعنی صورت سیرت کی ہو نہ کرے اور نہ یہ کہ اسے چھوڑ کر کہیں اور چلا جائے، رکھے بہر حال اسے اسی مکان میں (ابن ماجہ)

اعمال صالحہ کا موسم بہار۔ رمضان المبارک

حافظ محمد امتیاز رحمانی مونگیر

ایمان اور اعمال صالحہ کا موسم بہار یعنی رمضان المبارک آگیا جس طرح قانون قدرت کے مطابق سال میں ایک بار درخت اپنا لباس بدلتے ہیں سوکھی پتیاں شاخوں سے جدا کردی جاتی ہیں اور پھر ان کو نئی کونپلیں اور پتیاں عطا کی جاتی ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ویران اور اجاڑ سا نظر آنے والا درخت ایک نئی قوت اور جوش کے ساتھ تازگی اور شادابی کا پیغام دینے لگتا ہے اس طرح سال کے گیارہ مہینے دنیا کی آرائشوں اور آلودگیوں کے درمیان گزارنے کے بعد بارہویں مہینے میں رمضان کا مہینہ آتا ہے تو گناہ و معصیت کی سوکھی ہوئی پتیاں جھڑ جاتی ہیں اور مہینے بھر روزے رکھنے کے بعد تقوی اور پرہیزگاری اختیار کرنے اور اللہ تعالی کی عبادت و بندگی نیز عجز و انکساری کے ساتھ اس کے احکام کے آگے جھک جانے سے ایمان کا مرجھایا درخت ایک بار پھر سرسبز و شاداب ہوکر لہلہانے لگتا ہے فرمایا گیا کہ اللہ تعالی کو تمہاری بھوک اور پیاس مطلوب نہیں ہے وہ تم سے تقوی چاہتا ہے۔ اور یہ تقوی کیا ہے، اس کو یوں سمجھئے کہ جیسے خاردار راہوں میں آدمی اپنے دامن کو سمیٹے کانٹوں سے بچ بچ کر نکلتا ہے اسی طرح روزمرہ زندگی میں معصیت و گناہ کے کانٹوں سے بچ بچ کر گزرنے اور جن کاموں پر اللہ تعالی اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے ان کو اختیار کرنے کا نام تقوی ہے پورے ایک مہینے کی تربیت کا کورس اس لئے مقرر ہوا کہ مزاج اس کا عادی ہوجائے اور سال کے گیارہ مہینوں کی زندگی میں اس کا عکس نمایاں ہو۔ یہ سمجھنا ہرگز درست نہیں کہ اس مبارک مہینے میں جس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ستر گنا اجر ملتا ہے خوب خوب نیکی کرکے ڈھیر سارا ثواب کما لیا جائے اور سال کے باقی دنوں میں خود کو بالکل بے لگام اور آزاد چھوڑ دیا جائے اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو وہ اپنے کو دھوکہ میں مبتلا کرتا ہے۔

اللہ تعالی نے جہاں فرمایا ہے کہ تم پر روزہ فرض کیا گیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ وہیں یہ بھی ارشاد ہوا کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور جو حق کو باطل سے الگ کرتا ہے۔ رمضان کے مہینہ اور قرآن کے درمیان صرف یہی تعلق نہیں کہ اللہ تعالی کی یہ عظیم کتاب اس بابرکت مہینہ میں نازل ہوئی بلکہ یہ تعلق بھی ہے کہ قرآن کو جس طرح کا انسان مطلوب ہے یہ اس کی تربیت اور مشق کا مہینہ ہے، اس لئے اس مہینہ میں قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی تاکید کی گئی ہے، اسی مہینے میں جبرئیل امین نبی کریم ﷺ کو پورا قرآن پڑھ کر سناتے تھے اور خود نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی کرتے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مہینہ کو قرآن مجید سے بڑا گہرا تعلق ہے۔

بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں ایک بار پھر رمضان المبارک کی نیکیوں اور سعادتوں سے اپنا دامن بھرنے کا موقعہ ملا ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قوت اور ہمت عطا کرے کہ ہم اس سے زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہوسکیں، نیکیوں اور رحمتوں کے خزانے کھل گئے ہیں اور دینے والا پکار پکار کر کہہ رہا ہے لوگو آؤ اور اپنی ہمت اور استطاعت کے مطابق اپنا دامن بھر کر لے جاؤ بانٹنے والے کے خزانے میں کوئی کمی نہیں، مسئلہ کوتاہی ظرف اور تنگی دامن کا ہے، آیئے! ہم سب اپنا دامن پھیلا دیں اور جو کچھ سمیٹ سکتے ہوں سمیٹ لیں۔

Scanned with CamScanner

علامہ اقبال کو ان کے والد کی نصیحت

سید فراست حسین

علامہ اقبال اپنے لڑکپن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ایک فقیر ان کے دروازے پر آیا، اس نے صدا لگائی اور زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا، گھر کے اندر سے منع کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن وہ ضدی فقیر اپنی حرکت سے باز نہ آیا، یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ لئے بغیر نہیں ٹلے گا۔

اس حرکت پر نوجوان اقبال کو سخت غصہ آیا، یوں بھی عمر کے اس حصہ میں خون کچھ زیادہ ہی گرم ہوتا ہے، انہوں نے ایک چھڑی اٹھائی اور اس سے فقیر کو مارنا شروع کر دیا، فقیر کی دن بھر کی جمع کی ہوئی بھیک زمین پر گر پڑی اور وہ درد کے مارے تڑپ اٹھا، اس کی آہ وزاری سن کر اقبال کے والد باہر آئے، انہیں جب واقعے کا علم ہوا تو انہیں بہت دکھ ہوا، وہ اس حالت میں کچھ دیر تک آہیں بھرتے رہے، ان کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا اور آنکھوں میں آنسو آ گئے، علامہ اپنے والد کی یہ حالت دیکھ کر ڈر گئے، صبر کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا، وہ اسی حالت میں بیٹھ گئے، جب والد کی طبیعت ذرا ٹھیک ہوئی تو علامہ سے کہنے لگے۔ ''میرے عزیز! کل قیامت کے دن جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوگی، اس وقت بڑے بڑے غازی، بڑے بڑے دانا، دین کی حفاظت کے لئے جان کی قربانی دینے والے، اللہ سے محبت کرنے والے، عبادت گزار اور گناہ گار غرض کہ سبھی لوگ وہاں جمع ہوں گے وہاں اس فقیر کی فریاد بلند ہوگی جسے تو نے آج معمولی سی بات پر پیٹ ڈالا ہے۔'' اتنا کہنے کے بعد ان کی آواز بیٹھ گئی، پھر ذرا وقفے کے بعد بولے۔

''برخوردار! جس کے پاس سفر کے لئے سواری نہ ہو اس کا راستہ بڑی مشکل سے کٹتا ہے اور تمہاری بھی یہی حالت ہے۔'' ان کا مطلب یہ تھا کہ جس انسان کے عمل نیک نہ ہوں اس کی بخشش کا معاملہ مشکل ہوگا، پھر کہنے لگے ''تم خود ہی بتاؤ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے یہ فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان نوجوان تمہارے سپرد کیا تھا، اس کی اچھی طرح تربیت کرنا تمہارا فرض تھا، لیکن افسوس کہ اس نے انسانوں سے ہمدردی کے بارے میں میری تعلیم کا ذرا سا حصہ نہیں پایا، اسے صحیح معنوں میں انسان بنانا کوئی مشکل کام نہ تھا مگر تم سے یہ نہ ہو سکا، تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں گا۔''

علامہ کے والد نے انہیں جس محبت اور شفقت سے سمجھایا اس میں بڑا اثر تھا، اس نرم ڈانٹ ڈپٹ کا نتیجہ یہ ہوا کہ علامہ شرم کے مارے پانی پانی ہو گئے، وہ کچھ ڈرے ڈرے بھی رہے کہ کہیں ان کے والد انہیں پیٹ نہ ڈالیں اور کچھ انہیں یہ امید بھی تھی کہ اس نصیحت کے بعد وہ انہیں پیٹیں گے نہیں، بہرحال ان کے والد نے اپنی نصیحت پھر شروع کی اور کہنے لگے۔

''بیٹا! تمہاری اس حرکت سے میری جو حالت ہوئی ہے وہ تمہارے سامنے ہے، دیکھو اپنے باپ پر یہ ظلم نہ کرو۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں تمہاری اس حرکت کی وجہ سے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور رسوا نہ ہو جاؤں، تم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرد ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کر کے اپنی عاقبت سنوار لو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمدہ اخلاق پر چل کر نیک نامی اور اپنی بخشش کا سامان کرو، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم اخلاق پر چلو گے تو اس وقت تم عظیم انسان بنو گے۔ یاد رکھو مسلمان کی فطرت میں دوسروں کے لئے ہمدردی اور مہربانی ہے۔ اس کے ہاتھ اور اس کی زبان سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہیں ہوتی جس سے کسی کو ذرا سی بھی تکلیف پہنچے بلکہ صحیح مسلمان تو دوسرے انسانوں کے لئے رحمت کا بہترین نمونہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر انسان کے ساتھ انتہائی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم الشان خلق ہی کی وجہ سے اسلام خوب پھیلا۔ اس لئے برخوردار! اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر نہ چلے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی پیروی نہ کی تو پھر ملت اسلامیہ سے تمہارا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ مسلمان کے لئے یہ بے حد ضروری ہے کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرے، ان کے کام آئے، کسی کو برا بھلا نہ کہے اور نہ کسی پر کوئی ظلم یا سختی کرے، اس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے انسان محفوظ ہوں۔ مسلمان صحیح معنوں میں اسی وقت مسلمان ہے جب اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو اور اس محبت کا اظہار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کی پیروی کر کے ہی ہو سکتا ہے، ورنہ سب بے کار ہے۔''

علامہ اقبال نے اپنے لڑکپن کا یہ واقعہ بیان کر کے نہ صرف نوجوان نسل بلکہ ہر مسلمان کے لئے نصیحت کا سامان کیا ہے۔ ان کے والد کی نصیحت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق اور طرز زندگی اپنانا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں برا بھلا کہنے کے بجائے ان کے حق میں دعائے خیر کی، اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب جہانوں کے لئے رحمت کہا گیا، کسی حاجت مند کو اپنے دروازے سے دھتکارنا، اس کے ساتھ سختی سے پیش آنا یا دوسرے لوگوں کو تکلیف پہنچایا، ایسا گناہ ہے جو خدا کو سخت ناپسند ہے اور خود مسلمان کی شان کے بھی خلاف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں سے محبت کر کے اور ان سے ہمدردی اور شفقت سے پیش آ کر عملی طور پر اس برائی کے خلاف جہاد کیا۔ تو اگر ہم خود کو مسلمان کہلوانا پسند کرتے ہیں تو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمدہ اخلاق کی پیروی کرنا ہوگی ورنہ ہم صرف نام کے مسلمان ہوں گے۔

اسرائیل-عرب مذاکرات: مصالحت یا مصلحت

ایسا لگتا ہے کہ اسرائیل اس بات کا بطور خاص اہتمام کرتا ہے کہ رمضان سے قبل اور رمضان کے دوران فلسطینیوں پر ایسے ظلم ڈھائے کہ وہ یہ مبارک مہینہ رنج والم اور مصائب کا ماتم کرتے ہوئے گزاریں۔ پچھلے سال رمضان سے ایک روز قبل اسرائیل کی سفاک فوجوں نے ظلم ڈھایا جس کا بھولنا آسان نہیں۔ فلسطینیوں کے زخم اتنے زیادہ اور اتنے گہرے ہو گئے ہیں کہ کس کس کا ماتم کیجئے اور کس کس کو یاد کیجئے۔ ادھر مسلم ممالک اور عرب ممالک ہیں کہ وہ تمام سابقہ رقابتوں، مظالم اور جنگوں کی اندوہناک تاریخ بھول کر ایسے سفاک ملک اور انتظامیہ کو گلے لگا رہے ہیں جس کو اپنے قول وعمل پر ذرا بھی ندامت نہیں، بلکہ اس کی بربریت اور انسان دشمنی کے نئے نئے ریکارڈ بنا رہی ہے۔ گزشتہ روز فجر سے پہلے پولیس نے تین نوعمر نوجوانوں کو گولیوں سے بھون ڈالا، یہ نوجوان سیف ابولبدا (25)، صائب ابارہ (30) اور خلیل توالبا (24) تھے، جو عین رمضان سے قبل جارح فوج کی سفاکی کا تازہ ترین شکار بنے۔

اس وقت پورے عالمی منظرنامہ پر وہ خبریں گشت کر رہی ہیں جس میں بتایا گیا ہے کہ فسطینیوں کی مقبوضہ سرزمین پر بنائی گئی صہیونی ریاست اسرائیل کے 'سب بوکر فارمس' پر اسلام پرستی اور فلسطین کا دم بھرنے والے ممالک متحدہ عرب امارات، بحرین، مراقش ومصر اور اسرائیل اور امریکہ کے درمیان مذاکرات ہوئے ہیں، جس میں مستقبل کے لائحہ عمل پر غور ہوا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں پر اسرائیل کے سب سے پہلے وزیراعظم بین گریون (Ben Gurion) رہتے تھے اور وہیں پر دفن ہیں۔ یہ وہی بین گریون ہیں جنہوں نے 1948 میں فلسطینیوں کو ان کی سرزمین سے بے دخل کیا، ان کی نسل کشی کی، اس سانحہ کو پوری دنیا النکبۃ کے نام سے جانتی ہے، اس کے معنی ہوتے ہیں قتل عام۔ عرب امریکہ اور اسرائیل کے حکام کے درمیان یہ ملاقات ٹھیک اس دن ہوئی جب 20 سال قبل بیروت میں عرب لیگ کی پہلی سربراہ کانفرنس ہوئی تھی اور عربوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ اسرائیل کے ساتھ امن مذاکرات شروع کریں گے۔ یہاں یہ بات یاد دلانا بھی ضروری ہے کہ یہ وہ دور تھا جب فلسطین کے مرد آہن یاسر عرفات مقبوضہ فلسطین میں اسرائیلی افواج کے فوجی محاصرے میں مقید تھے۔ عرب لیگ کے مذکورہ بالا چوٹی اجلاس میں مذاکرات کے لئے جو شرط رکھی گئی تھی وہ یہ تھی کہ امن مذاکرات کے لئے ضروری ہے کہ اسرائیل فلسطینی مقبوضہ مقامات سے اپنی فوجیں واپس بلائے، مگر آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ تمام عرب ممالک اسرائیل کے ساتھ مفاہمت کر رہے ہیں اور اسرائیل کی جابرانہ اور ظالمانہ رویہ میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آ رہی ہے۔ فلسطینی لوگ اس صورتحال پر زیادہ صہیونیت کو متفکر ہیں کیونکہ ان کو یہ لگتا ہے کہ اسرائیل کی اس حرکت (مذاکرات) سے دوام مل رہا ہے اور اس کے حوصلے اور سفاکی بڑھتی جا رہی ہے۔

پچھلے کئی ہفتوں سے عالمی ذرائع ابلاغ میں یہ خبریں زور وشور سے آ رہی ہیں کہ کس طرح یو اے ای اور اسرائیلی حکام تعلقات کو استحکام بخشنے کے لئے دوطرفہ مذاکرات کر رہے ہیں۔ ابوظہبی کے ولی عہد محمد بن زید النہیان نے شام کے صدر بشار الاسد سے ملاقات کی ہے۔ یہ خبر ان معنوں میں خوش آئند کہی جا سکتی ہیں کہ یہ ایک اہم عرب ملک شام اور خلیج کے کئی دیگر طاقتور ممالک کے درمیان مراسم بہتر بنانے کی اہم کوشش ہے۔ اس کے بعد متحدہ عرب امارات کے ولی عہد اسرائیل کے وزیراعظم نفتالی بینٹ سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات بحر احمر کے ساحلی سیاحی مقام شرم الشیخ میں ہوئی۔ اس بات چیت کی میزبانی مصر کے صدر عبدالفتح السیسی کر رہے تھے۔ مصر ان چند ممالک میں ایک ہے جس نے اسرائیل کے ساتھ مراسم کے لئے سب سے پہلے دروازہ کھولا تھا اور اسرائیل وادی سینا سے ایک معاہدہ کے بعد ہی واپس ہوا تھا۔

مغربی ایشیا ایک طویل عرصہ سے جنگ کا میدان بنا ہوا ہے۔ عرب ممالک یا تو اسرائیل سے برسرپیکار رہے ہیں یا باہم دست گریباں رہے ہیں۔ شام کی خانہ جنگی اس دور کی سب سے تکلیف دہ ہے اور تقریباً یہی صورتحال یمن، لبنان، عراق میں بھی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا ممالک افرادی معدنی اور قدرتی وسائل سے مال مالا ہیں مگر یہاں پر حکمرانوں، قبائل کے سربراہوں کی ہوس اقتدار اور مفاد پرستی کی وجہ سے برادر کشی کا وہ سلسلہ چل رہا ہے جو رکنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ (ماخوذ ''سالار'')

Scanned with CamScanner

مایوسی کے بجائے عزم وحوصلے کا مظاہرہ کریں

پروفیسر محمد اسلم انجینئر

ہمارے ملک کا سیاسی منظر نامہ تیزی سے بدل رہا ہے۔اس میں بہتری کی جانب پیش رفت ہونے کے بجائے اورزیادہ تشویشناک ہوتا جارہا ہے۔فرقہ پرستی باہمی منافرت اور سماج میں تقسیم کے ذریعے اقتدار حاصل کرنے یااس کواور مضبوط کرنے کے رجحانات میں اضافہ ہورہا ہے۔ملک کے مسلمان اور انصاف پسند شہریوں کی ایک بڑی تعداد ان رجحانات کو ملک کیلئے اور ملک کی ترقی کیلئے خطرناک سمجھتی ہے اور چاہتی ہے کہ فرقہ پرست اور فاشٹ سوچ رکھنے والے افراد کو ملک میں اقتدار سے دور رکھا جائے۔مگر حالیہ اور ماقبل کے انتخابی نتائج نے ان فرقہ پرست طاقتوں کو مزید مضبوط کردیا،یہ سوچ صرف مسلمانوں کی نہیں بلکہ ملک کے ہرامن پسند وانصاف پرور شہریوں کی ہے،ان خیالات کو دیکھ کر مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ خیال بار بار ابھرتا ہے کہ ہم اللہ کے ماننے والے ہیں،اس کے نبی کے پیروکار ہیں اور حق پر ہیں اس کے باوجود ہمارے ساتھ یہ تکلیف دہ حالات کیوں پیدا ہورہے ہیں جبکہ جولوگ اللہ کے نافرمان ہیں،اللہ کے دین کا مذاق اڑاتے ہیں،وہ لوگ اقتدار،حکومت اور زرق برق زندگی سے نوازے جارہے ہیں،یادرکھیں ایسے خیالات کا پیدا ہونا صرف ہمارے زمانے کی بات نہیں؛ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی اصحاب کریم کے ذہنوں میں کبھی کبھی اس طرح کے خیالات پیدا ہوتے تھے کہ آخر ہم حق پر ہوتے ہوئے پریشان حالی،کمزوری،بیسروسامانی کے شکار کیوں ہیں جب کہ اللہ کے باغیوں اور آخرت کے جھٹلانے والوں کے پاس اقتدار اور طاقت ہے،ذہن میں یہ سوال پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے۔اللہ نے اس سوال کا بڑا ہی حسین اور مؤثر انداز میں جواب دیا ہے۔قرآن کریم کی سورہ آل عمران کی آیت 96-97 میں اللہ تعالی نے اپنے نبی کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ دنیا میں کافروں کی چلت پھرت آپ کو کسی دھوکے میں نہ ڈال دے،یہ بہت تھوڑا سا ہے جو چندروزہ زندگی کا ہے،پھر یہ سب جہنم میں جانے والے ہیں، جو بدترین جائے قرار ہے۔دراصل اللہ تعالی جب دنیا میں کسی کو ڈھیل دیتا ہے اوراسے پرتعیش زندگی اور عیش وآرام کا موقع دیتا ہے تو اس کی طرف سے کوئی انعام نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اس بات کی علامت ہے کہ اللہ ان لوگوں سے راضی ہے۔انہیں دیکھ کر کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہوئی چاہئے کہ وہ صحیح راستے پر ہے،اس دنیا میں اللہ جب کسی کو کچھ دیتا ہے،چاہے وہ مومن ہو یا کافر وہ محض آزمائش کے طور پر ہوتا ہے انعام واکرام نہیں،اللہ تعالی کا ضابطہ ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے کسی کو مال ودولت،آسائش وآرام اور حکومت وسطوت دیکر آزماتا ہے،تو کسی کو تنگی مال ودولت میں کمی اور اقتدار سے دور رکھ کر آزماتا ہے۔کسی کو خوشی دے کر تو کسی کو غم اور الم دے کر آزماتا ہے۔یہ سب چیزیں آزمائش کے طور پر ہیں،انہیں انعام یا سزا سمجھ کر مایوسیوں کا شکار نہیں ہونا چاہئے،اللہ کے جتنے پیغمبر اس زمین پر آئے،یقیناً وہ سب حق پر تھے،سچ پر تھے اللہ ان کے ساتھ تھا،اس کے باوجود انہیں دشواریوں اور پریشانیوں سے گزرنا پڑا، آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا،دنیاوی معاملات میں نقصان بھی اٹھانا پڑا،جنگ کے میدان کا بھی سامنا کرنا پڑا،سماج کی دشمنی اور سازشوں کو بھی سہنا پڑا۔یہ تمام چیزیں دنیا میں اللہ کے ضابطے اور منصوبے کے مطابق ہوتی ہیں۔ایسے حالات میں اہل ایمان کیلئے ایک رہنمائی ہے۔یہ حالات انہیں غور وفکر کرنے کی دعوت دے رہے ہیں کہ جو کچھ بھی دنیا میں ہورہا ہے وہ اللہ کی مرضی کے مطابق ہورہا ہے۔یہ انسانی کمزوری ہے کہ جب کبھی کوئی چیز ہماری توقع کے مطابق نہیں ہوتی ہے تو مایوسیوں کا شکار ہوجاتے،اور افسوس دامنگیر ہوجاتا ہے،بسااوقات یہ مایوسیاں اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ تمام راستے بند نظر آنے لگتے ہیں۔لیکن اہل ایمان کی اصل شان یہ ہے کہ ہر طرح کے حالات میں اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی تلاش کرتا ہے اور جو بھی حالات آئیں ان میں خیر کا پہلو تلاش کرے اور اس بات کا یقین رکھے کہ جو چیز اس وقت ہماری نگاہوں میں شر کی شکل میں نظر آرہی ہے اس میں بھی کوئی خیر پوشیدہ ہے اور مناسب وقت آنے پر وہ خیر سامنے آئے گی،اللہ تعالی کی مدد اور نصرت ہمیشہ حق پرستوں کے ساتھ ہوتی ہے اور آخری کامیابی اس دنیا میں اور آخرت میں بھی حق پرستوں اور پرہیزگاروں کے حصے میں ہی آتی ہے۔اگر عارضی طور پر حالات ناسازگار ہوجاتے ہیں اور مخالفت کی ہوائیں چلتی ہیں تو اس کے ذریعہ اللہ ہمیں کوئی راستہ دکھانا چاہتا ہے اور اس راستے سے ہماری کمزوریوں کوتاہیوں کی اصلاح کرنا چاہتا ہے اور وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ان ناموافق حالات میں ہم آزمائشی مرحلے کو کیسے اپنے موافق بنانے کی کوشش کرتے ہیں،مومنانہ شان اور اسلامی اخلاقیات کے ساتھ یا مایوسیوں اور خوف کے ساتھ۔ہماری شان یہ ہونی چاہئے کہ ہماری زندگی کا ہر پہلو اعلی ترین اخلاقیات پرمبنی ہو اور سماجی زندگی سے لے کر ملکی سطح پر ہونے والی تمام سرگرمیوں میں ہمارا یہ اخلاقی پہلو نمایاں نظر آئے۔جہاں تک ملک کے موجودہ حالات کی بات ہے،تو یہ ایک جمہوری ملک ہے،یہاں ہر شہری کی خواہش ہوتی ہے کہ اقتدار ایسے لوگوں ہاتھوں میں ہو جو سب کے ساتھ مساویانہ روی اختیار کرے۔جب نتائج ہماری خواہشات کے خلاف ہوں تو اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ہم مایوس نہ ہوں اور کسی سیاسی پارٹی کو مستقل دوست یا مستقل دشمن نہ بنائیں،ہماری دشمنی و دوستی کا معیار یا ہماری حمایت ومخالفت کا پیمانہ مقررہ اصول ہے،جو ان اصولوں کا پابند ہو،وہ ہماری دوستی وحمایت کا حقدار ہے اور جو ان اصولوں کی پاسداری نہیں کرتا،ہم اس کی حمایت نہیں کرسکتے،وہ اصول ہے،سچائی کے راستے پر چلنا،نیکی اور بھلائی کا رویہ اختیار کرنا،اور نوع انسان کے لئے خیرخواہی کا جذبہ رکھنا،ہماری دوستی و دشمنی کا پیمانہ یہی ہے،حالات جیسے بھی ہوں،ایک خیرامت ہونے کے ناطے ہماری ذمہ داری ہے کہ پریشانیوں اور دشواریوں اور ناموافق ماحول سے گھبرانے کے بجائے صبر وتحمل اور اللہ کی ذات پر توکل کے ساتھ آگے بڑھیں اور ایک سچے مسلمان بن کر،اسلام کا نمونہ اپنی زندگی میں پیدا کریں اور انفرادی واجتماعی طور پر خیرامت ہونے کا فرض منصبی ادا کریں،اس بات کا یقین رکھیں کہ تنگی کے بعد آسانیاں آتی ہیں۔یہ اللہ کا وعدہ ہے۔لیکن یہ بات واضح رہے کہ اللہ کی مدد تب ہی آتی جب ہم اپنی کوششوں اور تدابیر کا حق ادا کریں۔

بقیہ: مجوزہ قانون 'کریمنل پروسیجر ...... انھوں نے آگے کہا کہ لاء کمیشن کی 27ویں رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ثبوت اکٹھا کرنے کے نظام کو مضبوط کیا جانا چاہیے اور نمونوں کا دائرہ بڑھایا جانا چاہیے۔کئی ریاستوں نے ثبوت اور نمونے اکٹھے کرنے کا دائرہ بڑھانے کی کوشش کی ہے،ان میں کرناٹک، مدھیہ پردیش،مہاراشٹر اور گجرات وغیرہ اہم ہیں،لیکن یہ ابھی آدھے ادھورے ہیں اور اپنے مقاصد کے حصول میں ناکام ہیں۔بہرحال لوک سبھا اور راجیہ سبھا میں حزب اختلاف کی جانب سے اٹھائے گئے حقیقی خدشات کا جواب دیئے بغیر اس بل کا پاس کیا جانا،بی جے پی حکومت کی تاناشاہی فطرت کا پتا دیتا ہے۔یہ بل آئینی دفعات میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے اور ایک جمہوری ملک کو ایک نگرانی والی ریاست میں تبدیل کرتا ہے۔حکمراں جماعتیں،اس بل کو قانونی طریقے سے مخالفت کی آواز کو خموش کرنے کے موقعے کے طور پر استعمال کر سکتی ہیں۔یہ بل دستور کے معیار پر پورا نہیں اترتا،شہریوں کو چاہیے کہ وہ اس غیر دستوری وغیر انسانی بل کے جلد بازی میں پاس کیے جانے کے خلاف احتجاج کے لیے آگے آئیں،ایک بات سمجھنے کی ہے کہ ٹکنالوجی کی آمد نے سیاسی،سماجی اور جملہ امور زندگی کے سبھی ابعاد پر تبدیلی کی ہے،لہٰذا اس کے اثرات،ریاست اور ریاستی اداروں پر کیوں نہ ہوں۔ہر حکمراں یہ چاہتا ہے کہ اس کے اقتدار کو ہمیشگی کا پروانہ ملے،لہٰذا وہ ٹکنالوجی کے ذریعہ ملنے والی ''سہولتیں'' کیوں نہ بروئے کار لائے۔یہ قانون بھی اسی سمت کی ایک کڑی ہے۔ٹکنالوجی دراصل ایک جبر (Different) ہے،لہٰذا اس کے اسے ردّ وقبول پر فیصل ہونا فرد کیا،جدید ریاست کے لیے بھی ممکن نہیں رہتا۔اس لیے ہمیں جدید قومی ریاستوں کی ناصبوری پر حیرانی نہیں ہوتی، بلکہ افسوس ہوتا ہے۔اگر دونوں پہلو نگاہوں کے سامنے ہوں تو بطور فرد اور بطور شہری ہم صحیح پوزیشن لے سکتے ہیں، ورنہ فکری افتراق اور ذہنی تشتت کا بازار یونہی گرم رہے گا اور بلاوجہ کی ذہنی ورزش کرتے رہیں گے۔

بات یہ ہے کہ یہ عشق دوجہتی ہے،ایک طرف ٹکنالوجی کا اژدہا منھ پھاڑے کھڑا ہے تو دوسری طرف حکمراں، طاقت کے نشے میں دھت عام انسانوں کو مزید مُقفّل ومقید کرنے پر مصر ہے۔عین ممکن ہے کہ درجہ بالا سطور میں آپ کو کوئی ربط معلوم نہ ہو لیکن اگر ایک ہوشمندانہ نگاہ،طاقت کی حرکیات پر ڈال لی جائے تو نفس مضمون آپ کی سرکار میں بامراد ہوجائے۔اس موجودہ قانون کا جو Content ہے،اس کے تحت اگر ایک ہیڈ کانسٹبل چاہے تو وہ آپ کو پورا پروفائل کرسکتا ہے۔مان لیں کہ اگر پولس افسر آپ کے پاس انکوائری کے لیے آتے ہیں،ہر چیز کی پہچان کریں گے اور اگر آپ نے انکار کردیا تو ایک اور مقدمہ آپ پر درج ہوجائے گا۔سچ تو یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی سلیکٹ کمیٹی کو اسے بھیجا جانا چاہیے تھا،تاکہ اس پر نظر ثانی ہوسکے۔اسے جلد بازی میں لایا گیا قانون کہا جائے گا۔محض پارلیمنٹ میں اکثریت کے زعم میں کوئی ایسا قانون بنانا صحیح نہیں ہے،مگر امت شاہ نے ببانگ دہل کہہ دیا کہ مخالفت کرنے کے باوجود یہ قانون بنے گا،کیوں کہ ہمارے پاس اکثریت ہے۔بہرکیف عوامی جذبات اور احساسات کی پروا کیے بغیر مجوزہ قانون کا پاس کرایا جانا قرین انصاف نہیں ہے۔اس لیے بعض ماہرین قانون کی گفتگو کے حوالے سے یہ بات کہی جارہی ہے کہ مجوزہ قانون غیرقانونی (Illegal)،غیر دستوری (Unconstitutional) اور خطرناک ہے۔کیا اس تناظر میں حالیہ پارلیمنٹ سے پاس شدہ فوجداری طریق عمل (شناخت) بل 2022 کے تعلق سے پارلیمنٹ میں حکومت کو سوچنے کی ضرورت نہیں تھی کہ ارکان کے مفید،مثبت اور ٹھوس مشوروں وتجاویز کو اہمیت دیتے ہوئے آگے کا اقدام کیا جائے؟

शिक्षा, तकनीक तथा चिकित्सा प्रबंध का संस्था تعلیمی، تکنیکی، طبی انتظام کا مرکزی ادارہ Institute of Education, Technic & Treatment

مولانا عبداللطیف ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جامعہ نگر، شکارپور

मौलाना अब्दुल्लतीफ ऐजुकेशनल ऐन्ड वेलफेयर ट्रस्ट जामेआनगर, शिकारपुर

Maulana Abdullatif EDUCATIONAL & WELFARE TRUST Jamiah Nagar, Shikarpur

PO: DASGRAM, P.S: ABADPUR, BLOCK: BARSOI, DIST:KATIHAR, BIHAR, INDIA.PIN:855102

Mobile No. +91-7483055398 / 8618692438 Email : mewtrust72@gmail.com

Account No. 7159658957, IFSC Code: IDIB000Z502, Indian Bank, Zamira , Katihar

قارئین کرام! قوم وملت کی تعلیمی،تکنیکی اور طبی خدمات کو مفید ترین طریقوں سے انجام دینے والا ادارہ ''مولانا عبداللطیف ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ'' جامعہ نگر،شکارپور،کٹیہار (بہار) کی بنیاد مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی ہے،اس ادارہ کے ذریعہ علاقہ میں جہاں دینی وعصری تعلیم کا کام انجام پارہا ہے وہیں نوجوانوں کو جدید تکنیک اور غریب و نادار لوگوں کے لئے طبی خدمات بھی مہیا کئے جائیں گے،،عام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ اس ادارہ کی ترقی کے لئے دعا کے ساتھ رمضان المبارک میں خصوصاً اپنے صدقات وعطیات سے نوازیں۔

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی

سکریٹری ایم،ای،ڈبلیو ٹرسٹ،کٹیہار

Scanned with CamScanner

طب وصحت

دانتوں کی صفائی کے طبی فائدے

مولانا شعیب احمد رشادی

قدرت نے دانتوں کی تخلیق ایسے انوکھے انداز میں فرمائی ہے کہ مانو جیسے انار میں دانے جیسے صدف میں موتی اور ہری گھانس پر چمکتے دمکتے شبنم کے قطرے جو ابن آدم کے حسن وجمال میں چار چاند لگادیتے ہیں، مزید برآں کہ وہ چبانے کا ذریعہ اور غذا کے ہاضمہ میں ممد ومعاون ہیں، لیکن انسان کی تخلیق پھر اس کی نشونما کے ساتھ ساتھ اسے بطور آزمائش جسمانی امراض وعوارض لاحق ہوتے رہتے ہیں، جن کا تعلق آب وہوا، خوراک اور بالخصوص خود انسان کی نامناسب عادتوں، بدپرہیزیوں اور اس کی بے اعتدالیوں سے ہے، نتیجتاً انسان مختلف بیماریوں کا شکار ہوجاتا ہے۔

اسی طرح دانتوں کی بوسیدگی اوران کی نگہداشت میں لاپرواہی تو بڑی بڑی بیماریوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے اور ساتھ ہی جن کے دانت خراب ہوتے ہیں تو انسانی شخصیت کی جاذبیت ماند پڑجاتی ہے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ فقدان صحت سے پہلے ہی اس کی محافظت کا سامان کرے، حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ ”عزیزان! بیمار پڑجانے کے بعد تو انسان صحت یابی کی دعاء مانگتا ہی ہے اور ایسا ہونا بھی چاہیے؛ لیکن کمال یہ ہے کہ زمانہ صحت میں بھی بیماریوں سے پناہ اور شفاء کی دعائیں مانگتا رہے وہ“ خصوصاً دانتوں میں تو بہت ہی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

اسلام میں صفائی وستھرائی کی تاکید:

اسلام میں طہارت وپاکیزگی کی حیثیت صرف یہی نہیں ہے کہ وہ نماز، تلاوت، قرآن اور طواف کعبہ جیسی عبادتوں کے وقت صفائی ستھرائی کا خیال رکھا جائے، بلکہ قرآن وحدیث میں غور وخوض کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت صاف ستھرا رہنا چاہیے، خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں طہارت ونظافت کا اہتمام کرنے والے بندوں کی تعریف فرمائی ہے، اوران کو محبوبیت کی سند عطا فرمائی ہے۔(البقرہ:۲۲۲)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب زندگی میں طہارت ونظافت ایک مستقل باب ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت وپاکیزگی کو ایمان کا حصہ قرار دیا۔(مسلم شریف، حدیث نمبر۲۲۳)

طہارت ونظافت اور نفاست طبعی صرف وضو اور غسل کا نام نہیں ہے بلکہ شعبہ جات حیات میں ہر جگہ وہ مقصود ومحمود ہے، خواہ وہ ظاہری جسم کی گندگی اور میل کچیل کو دور کرنا ہو یا داخلہ اور اندرونی بدن کی بیماریوں کو ختم کرنا ہو اور دانت کی صفائی ستھرائی تو بہت ہی اہم چیز ہے، چنانچہ شریعت نے وضو کے وقت مسواک کو مسنون قرار دیا ہے، تاکہ دوران نماز رب کائنات سے ہم کلامی کا شرف پانے میں دانتوں کی گندگی رخنہ نہ ڈالے۔

بقائے صحت کے لیے احتیاطی تدبیر:

بقائے صحت کے لیے جگہ کی صفائی، جسم کی ستھرائی، متعدی امراض زدہ علاقوں میں جانے کی ممانعت اور اجتناب از محرمات ومنہیات جیسی تعلیمات ”طب نبوی“ کا روشن باب ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابودرداءؓ سے فرمایا: ”اے ابودرداء! تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے (سنن دارقطنی، حدیث نمبر ۴۲۴۳۵) یعنی تمام حقوق کی رعایت کے ساتھ ساتھ جسم کے حقوق کی نگہداشت ایک امر لابدی ہے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت کے جو طریقے بیان فرمائے ہیں، اسی طرح بیماریوں سے احتیاطی تدابیر اپنی امت کو سکھائے ہیں، ان طریقوں اور تعلیمات کو دور جدید کی ترقی یافتہ سائنس بھی تسلیم کرتی ہے اور اپناتی ہے۔

دانتوں کا صحت مند رہنا، انسانی جسم کی توانائی اور نشوونما کی طرف پہلا قدم ہے، دانت اگر صحیح طور پر غذا چبانے کے قابل نہیں رہیں گے تو اس کا خمیازہ معدہ کو بھگتنا پڑتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ معدہ خوراک کے ہضم کرنے سے قاصر رہ جائے گا اور غیر منہضم غذا خون صالح پیدا نہیں کرسکے گی، بالآخر جسم مختلف بیماریوں کے لپیٹ میں آجائے گا، معدہ کی اکثر بیماریاں دانتوں کے صاف نہ رکھنے اور خلال نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، اس لیے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کرنے کی تاکید کی ہے اور مسواک کرنے کو منہ کی طہارت کے ساتھ ساتھ رب کی خوشنودی کا ذریعہ بھی قرار دیا ہے۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر۲۸۹)

اگر انسان کے دانت صاف نہ رہیں تو اس کے منہ سے بدبو بھی آتی ہے اور دانتوں کی سفیدی بھی ماند پڑجاتی ہے، اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے مسواک کرنے کا ارشاد فرما کر امت کی رہنمائی فرمادی ہے کہ دیکھو! مسواک کیا کرو، مسواک کرنے سے دانت صاف وشفاف رہتے ہیں، مسواک منہ کو پاکیزہ کرتی ہے۔

آج کل کی جدید سائنس نے انکشاف کیا ہے کہ مسواک کرنے سے دماغی امراض نہیں ہوتے ہیں، کان کے درد اور دیگر بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے، آنکھوں کو قوت حاصل ہوتی ہے، بصارت میں اضافہ ہوتا ہے، غرض دانتوں کی صفائی ستھرائی کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے کہ جس سے بے التفاتی روا ہوا۔(سنت نبوی اور جدید سائنس)

ہفتۂ رفتہ

محمد منہاج عالم ندوی

مدارس کے فارغین مقابلہ جاتی امتحان میں حصہ لیں

حکومت بہار کے ذریعہ ریاست میں مختلف عہدوں پر تقرری کے لیے کل 1287 عہدوں پر بحالی نکالی گئی ہے، اس کا اشتہار نمبر ہے 01/2022، اس بحالی میں پنچوایہ سہایک، یوجنا سہایک، بلیریا نرپکھک، ڈاٹا انٹری آپریٹر، آڈیٹر وغیرہ عہدوں کے لیے بحالی کی کارروائی سے متعلق مقابلہ جاتی امتحانات کے لیے آن لائن درخواست 14؍اپریل 2022ء سے 17؍مئی 2022 تک دی جاسکتی ہے۔ ایسے امیدوار جو گریجویشن کے علاوہ درج عہدہ کے مطابق تعلیمی لیاقت رکھتے ہیں وہ متعینہ تاریخ کے درمیان آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کے لیے عمر کی حد جنرل طبقہ میں مرد کے لیے 37؍سال ہے، تقرری کے لیے امتحان دو مرحلوں میں ہوں گے (۱) پی ٹی (۲) مینس، پی ٹی امتحان 150 نمبر پر مشتمل ہوگا، سبھی سوالات Objective type ہوں گے، ڈاکٹر محمد نور اسلام معاون سکریٹری واکیڈمک انچارج نے ریاست بہار کے تمام طلباء وطالبات بالخصوص مدارس کے اقلیتی طبقہ کے طلباء وطالبات سے اپیل کی ہے کہ جو طلبا وطالبات درج بالا لیاقت کو پورا کرتے ہیں وہ لازمی طور پر اس بحالی کے لیے درخواست کریں؛ تاکہ آپ زیادہ سے زیادہ تعداد میں کامیاب ہوکر اپنے قوم وملت کا نام روشن کریں۔(ایجنسی)

طلباء یونیورسٹی سے کرسکیں گے بیک وقت 2 ڈگری کورسیز: یو جی سی چیئرمین

یو جی سی یعنی یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے بڑا فیصلہ لیا ہے، یو جی سی طلبا کو فزیکل موڈ میں بیک وقت دو کل وقتی ڈگری کورڈگری کورسیز کرنے کی اجازت دے گا، یو جی سی کے چیرمین ایم جگدیش کمار نے منگل کو اس کا اعلان کیا، انہوں نے کہا کہ طلباء اب ایک ہی یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یو جی سی) جلد ہی اس سلسلہ میں تفصیلی رہنما خطوط جاری کرے گا، اس کی اجازت دینے کے لیے یو جی سی نئے رہنما خطوط لے کر آرہا ہے، جس کے لیے امیدوار کو 2 ڈگری پروگراموں کو ایک ساتھ فزیکل موڈ میں کرنے کی اجازت دی جائے گی، ڈگری ایک یا مختلف یونیورسٹیوں سے حاصل کی جاسکتی ہے۔(ایجنسی)

ملکی معیشت پر مہنگائی کا دباؤ

ہندوستان میں جاری کردہ فوری اعداد وشمار کے مطابق مارچ 2022ء میں خوردہ افراط زر چھلانگ لگا کر 6.95 تک پہنچ گیا، جغرافیائی سیاسی بحران کی وجہ سے عالمی سپلائی چین میں بگڑتی ہوئی رکاوٹوں کے درمیان سرمایہ کاروں کی تشویش میں اضافہ ہوا، ہندوستانی معیشت میں صارفین کی طلب برقرار رہنے کے اشارے ہیں، جاری کردہ صنعتی پیداوار کے اشاریہ (آئی آئی پی) پر مبنی صنعتی ترقی کے اعداد وشمار کے مطابق فروری میں صنعتی ترقی کے اعداد وشمار کے مطابق فوری میں صنعتی ترقی 1.7 فیصد رہی، جس نے مارکیٹ کو مایوس کیا، مارکیٹ نے اس کے 03 فیصد ہونے کا اندازہ لگایا تھا، اعداد وشمار کے مطابق فروری میں غیر پائیدار اشیائے صرف کی پیداوار میں شدید کمی نے کل صنعتی پیداوار کی شرح نمو کو متاثر کیا، خوردہ قیمت انڈیکس پر مبنی افراط زر مارچ 2022ء میں بڑھ کر 6.95 فیصد تک پہنچ گیا، جس کے ساتھ کھانے کی اشیاء مہنگی ہوگئیں، حکومتی اعداد وشمار کے مطابق مارچ میں خوراک کی افراط زر 7.68 فیصد تک پہنچ گئی۔ اس سے قبل فروری 2022ء میں مہنگائی 6.07 فیصد اور خوراک کی افراط 5.85 فیصد تھی۔ خوردہ افراط زر پر بڑھتا ہوا دباؤ اور لگاتار تین مہینوں تک ریزرو بینک کے 6 فیصد کے ہدف سے اوپر رہنا سرمایہ کاروں کے لیے تشویش کا باعث بن سکتا ہے، مہنگائی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے ساتھ ریزرو بینک کے لیے قرضوں کو سستا رکھنے کی اپنی پالیسی کو برقرار رکھنا زیادہ سے زیادہ چیلنج بن گیا ہے، اشیائے خورد ونوش کی قیمتوں کا رٹیل پرائس انڈیکس میں شامل اشیاء کا تقریباً نصف ہے، یوکرین، روس جنگ سے اناج اور خوردنی تیل کی قیمتیں بڑھ گئیں ہیں؛ کیونکہ عالمی سپلائی چین متاثر ہوا ہے، اور دیگر اشیاء، کیمیائی کھاد اور خام تیل کی قیمتوں میں اضافے سے خوراک کی قیمتیں بھی متاثر ہوئی ہیں۔(ایجنسی)

نواب ملک کی عرضی پر سپریم کورٹ میں ہوگی سماعت، ای ڈی کی حراست سے رہائی کا مطالبہ

نیشنلسٹ کانگریس پارٹی کے لیڈر نواب ملک کی عرضی پر سماعت کے لئے سپریم کورٹ رضامند ہوگئی ہے، نواب ملک نے بامبے ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف یہ عرضی لگائی ہے، اس میں انہوں نے انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ (ای ڈی) کی حراست سے رہائی منظور کئے جانے کا مطالبہ کیا ہے، وہ بدعنوانی اور کالے دھن کی جانچ سے متعلق ایک معاملے میں ای ڈی کی حراست میں ہیں، نواب ملک کے وکیل کپل سبل نے چیف جسٹس آف انڈیا این وی رمنا کے سامنے دلیل دی کہ لین دین کی بنیاد پر ای ڈی کی کارروائی آگے بڑھ رہی ہے، وہ سال 2000 سے پہلے کا ہے، جب کہ جس قانون کے تحت یہ کارروائی کی جارہی ہے، وہ سال 2005 میں وجود میں آیا، ایسے میں یہ کارروائی قانونی کیسے ہوسکتی ہے، اس پر عدالت عظمیٰ میں فوراً غور کئے جانے کی ضرورت ہے، اس پر چیف جسٹس آف انڈیا نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا ’ہاں‘، ہم سماعت کریں گے۔

مسلم خواتین کو دھمکیاں دینے کے الزام میں مہنت بجرنگ منی گرفتار، 14 دن کی عدالتی حراست میں

سیتاپور ضلع میں مسلم خواتین کو عصمت دری کی دھمکی دینے والے مہنت بجرنگ منی کو یوپی میں گرفتار کرلیا گیا ہے، بعد میں بجرنگ منی کو 14 دن کی عدالتی حراست میں بھیج دیا گیا ہے، اسے رات ہی میں جج کے سامنے پیش کیا گیا، پولیس نے بدامنی کے امکان کے پیش نظر رات میں بجرنگ کو جج کے سامنے پیش کیا تھا، اس معاملے میں پولس نچھ دن پہلے ایف آئی آر درج کی تھی، یہ ایف آئی آر مہنت کی نفرت انگیز تقریر کے وائرل ویڈیو پر لوگوں کی ناراضگی کے بعد درج کی گئی ہے۔ قومی کمیشن برائے خواتین نے بھی نفرت انگیز تقریر کا نوٹس لیا تھا۔

Volume:62/72,Issue:16 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

شب سیاہ میں گم ہوگئی راہِ حیات
قدم سنبھل کے اٹھاؤ بہت اندھیرا ہے
(فراق گورکھپوری)

مجوزہ قانون "کریمنل پروسیجر (شناخت) بل 2022" کا جائزہ

صفی اختر نئی دہلی

جدید دنیا طاقت اور سرمایہ کی تشکیلات پر ڈھالی گئی ہے۔ لہٰذا طاقت کا ارتکاز ہر قیام یہ (Ruling Establishment) کا مقصد اولین ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں منابع طاقت (Sources of power) مغرب ہے۔ پچھلی چند دہائیوں میں ہم سب کو مشاہدہ رہا ہے کہ فرد کی آزادی کو کاٹے چھانٹنے کی ہوڑ لگی ہوئی ہے۔ یہ طریق کار پہلی دنیا سے چلتا ہوا تیسری دنیا تک جاری وساری ہے۔ مقننہ ہو یا منتظمہ، یہ سب اسی سلسلے کی کڑیوں سے عبارت ہے۔ فرد کی آزادی کی چھٹنی Curtailment کا سب سے موثر ذریعہ پولیسیا نظام کو مزید طاقت بخشنا ہے، عین ممکن ہے کہ اوپر کی گئی باتیں مجرد معلوم ہوں، لیکن جب ہم حال میں وطن عزیز کی پارلیمنٹ سے پاس ہوئے کریمنل پروسیجر (شناخت) بل 2022 پر نگاہ ڈالیں، تو یہ شکوہ رفع ہوگا۔

8/مارچ 2022 کو حکومت ہند نے لوک سبھا میں فوجداری طریق کار (شناخت) بل متعارف کرایا، جس میں قیدیوں کی شناخت کے ایک نوآبادیاتی قانون 1920 کو تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جہاں مقصود بس اتنا ہے کہ پولس کس کس طریقے سے سزا یافتہ یا مشتبہ مجرموں کے ڈیٹا اکٹھا کر سکتی ہے، حال میں بنے قوانین کی طرح یہ بل بھی ابہامات سے پر ہے اور حفاظتی تدابیر سے پرے۔ یہ شہریوں کی ذاتی زندگیوں میں مداخلت کرتے ہوئے حکومت کی طاقت کو بڑھانے کی خواہش بھی ظاہر کرتی ہے۔ خدشہ ہے کہ بل میں ذکر کردہ الفاظ "حیاتیاتی نمونے اور ان کا تجزیہ" جسم اور دماغ کی نقشہ سازی کی حد تک ضرور رسا ہو سکتے ہیں۔ یہ بل کے لیے طاقت کا مفرط استعمال قیدیوں کے حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ یہ بل 4/اپریل 2022 کو لوک سبھا میں منظور کیا گیا، پھر 7/اپریل 2022 کو راجیہ سبھا سے بھی منظور کرالیا گیا۔ جو تفتیشی افسران کو قیدیوں کی بایومیٹرک تفصیلات جمع کرنے کے قابل بناتا ہے۔ یہ بل کیا یہ حق دیتا ہے کہ ریاستی افسران، فرد کے ذاتی ڈیٹا پر دسترس حاصل کر سکے، گو کہ اس سے پہلے ایسا قانون بن چکا تھا جس میں فرد کی پرائیویسی پر شب خون مارا جا چکا تھا۔ یہ قانون اس سے بھی دو ہاتھ آگے نکل کر انسانی رویوں، آنکھوں کی پتلیوں اور جینیاتی و حیاتیاتی نمونوں کو اپنے ادارہ جاتی سیاہ چشمی میں رکھنا چاہتی ہے۔ اس مجوزہ قانون کو لانے کا مقصد یہ بتایا گیا کہ نوآبادیاتی دور میں بنے Identification of Prisoners Act, 1920 کی معنویت زوال پذیر تھی، لہٰذا جدید دور اور اس کے تقاضے خصوصاً ٹکنالوجی کی آمد کے بعد جرائم کی نوعیتیں بھی تبدیل ہوئی ہیں، اس لیے مجرمین وملزمین کو پکڑنا روایتی قوانین کے ذریعہ ممکن نہ تھا۔ بظاہر تو یہ دلیل معقول معلوم ہوتی ہے، لیکن درون قانون ہم جائیں تو معلوم ہوگا کہ موجودہ قانون بہ نسبت دور افرنگ میں بنے قانون کے زیادہ سنگین، سفاک اور ہولناک ہے، حالاں کہ اس دلیل کا حل 2009 میں ماہر قانون وسابق وزیر داخلہ پی چدمبرم کی معیت میں نئی تبدیلی لا کر قانون The Crime and Criminal Tracking Networks and System project کے ذریعے پاس کروا دیا گیا تھا۔ سوال یہ تھا ہے کہ پھر 13/سال بعد کیا ضرورت آن پڑی کہ مزید ایک ایسا ہی قانون جو مادہ ڈکٹیٹریت سے معمور ہے، لے آیا گیا۔ اس قانون کے دوسرے رخ کو دیکھیں یعنی فرد اور ریاست کے مابین تعلق کی ڈور کو سمجھیں تو معلوم ہوگا کہ اب ریاست کی نظر میں ہر شہری مشکوک ہے، اور یہ شک دراصل فرد کے مکمل وجودی ہالے کو ایک ایسے سانچے میں احاطہ ہے جو اپنی بنیاد میں بڑا ہی غیر مستحکم ہے۔

خیر اب آتے ہیں بل کے مندرجات پر جہاں محض مجرم ہی نہیں بلکہ اداروں کو یہ معلوم ہو کہ کوئی شہری جرم کا مستقبل میں بھی ارتکاب کر سکتا ہے، تو اس شخص کا ذاتی ڈیٹا حاصل کرنے کا جواز، اب قانونی ہو جائے گا۔ یہ بل آرٹیکل 20 کے ذیلی شق (3) کے تحت کسی ملزم کو خود ساختہ جرم کے خلاف استثنا فراہم کرتا ہے، یعنی کسی بھی فرد کو کسی جرم کا ملزم اپنے خلاف گواہ بننے پر مجبور نہیں کرے گا، یعنی کوئی بھی آدمی اپنے خلاف گواہ بننے کا پابند نہیں، جسے ہم Self-incrimination کے طور پر جانتے ہیں۔ یہ تو ہوئی آئین کی بات، لیکن جو آئین شب و روز ہے تو یہاں بعد المشرقین کا فرق ہے۔ اب جبکہ راجیہ سبھا میں بھی صوتی ووٹوں سے مجوزہ قانون پاس ہو ہی گیا ہے تو ہمارے پاس یہی چارہ ہے کہ پارلیمان مزید ایسے قانون بنائے جو اس کے زہر کا خاتمہ (De-toxify) کرے۔ مثلاً بنیادی حقوق اور آزادی کو سر درست بحال (Restore) کرے۔

اس مجوزہ قانون کے منظور ہو جانے کے بعد پولس کی جانب سے جمع کیے گئے ڈیٹا کی قسم ڈرامائی طور پر فنگر پرنٹ اور قدموں کے نشانات سے لے کر دیگر نمونوں کی ایک رینج میں تبدیل ہو جائے گی، آنکھوں کی پتلیوں سے لے کر ریٹینا کی تصویر کشی تک، اس سے آگے حیاتیاتی نمونے بھی۔ اس قانون کے بن جانے کے بعد نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (NCRB) کو یہ حق حاصل ہوگا کہ جو مجرم (Convicted) ہوں گے ان کا ڈیٹا وہ 75/سال تک فرد کے جمع کردہ ڈیٹا کو اپنے پاس رکھ سکے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ ریاستی حکومتوں سے نکل کر اس کے اطلاقات، مرکزی بھی ہو جائیں گے، اور اس سے جڑے افسران کے لیے عملاً ممکن ہوگا کہ وہ فرد کی ذاتیات تک بآسانی رسائی حاصل کر سکے۔ اگرچہ موجودہ قانون کی دفعات صرف مجرمین پر لاگو ہوتی ہیں، ان لوگوں پر جو ضمانت پر ہیں یا سنگین جرائم میں گرفتار ہیں۔ یہ بل نہ صرف تمام مجرموں تک بلکہ ہر اس شخص پر بھی جو گرفتار یا حراست میں ہے اور یہاں تک کہ لوگوں تک بھی ڈیٹا کے اس بے دریغ استعمال کو وسعت دے گا جن پر جرم کرنے کا محض "شبہ" ہے یا ایسا کرنے کا "امکان" سمجھا جاتا ہے۔

سپریم کورٹ کے 2017 کے فیصلے کے بعد ریاست نے رازداری کے تحفظ کے قانون پر غور کرنے کے لیے جسٹس بی این سری کرشنا کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔ جولائی 2018 میں جسٹس سری کرشنا کمیشن نے اپنی رپورٹ شائع کی اور پہلا پرسنل ڈیٹا پروٹیکشن بل (PDPB) تیار کیا، تاہم جو ورژن بعد میں ایک ایڈہاک کمیٹی کے ذریعہ تیار کیا گیا تھا، وہ کمیشن کے کام کی بہت حد تک بے قدری پر مبنی تھا کہ جسٹس سری کرشنا نے گزشتہ سال دسمبر میں اعلان کیا تھا کہ اس نے رازداری کے بنیادی حق کے لیے "خطرہ" کو بڑھا دیا ہے اور بل کے نئے جسم میں اب "قومی سلامتی" کو اس کے مقاصد میں سے ایک کے طور پر شامل کیا گیا ہے، لہٰذا یہی ایک وجہ ہے کہ مسئلہ رازداری کمزور ہو چکا ہے۔ مسٹر پی چدمبرم، رکن راجیہ سبھا نے ایوان میں پیش تحریری عمل (شناخت) بل 2022 پر بحث کے دوران کہا تھا کہ اس مجوزہ قانون سے حق رازداری کی خلاف ورزی ہو رہی ہے، جس کے دور رس نتائج خطرناک ہوں گے۔ یہ آئین کی خلاف ورزی تو ہے ہی، پرائیویسی کے حق پر سپریم کورٹ کے دو تاریخی فیصلوں کے خلاف بھی ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ بل لانے سے حکومت نے صورت حال اور اس بابت دیے گئے سپریم کورٹ کے فیصلوں کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ بل میں متعلقہ شخص کے ٹسٹ کے نمونے پولس افسر یا جیل افسر لے گا اور اس کے لیے مجسٹریٹ حکم دے گا، لیکن سپریم کورٹ نے اپنے فیصلوں میں کہا تھا کہ نارکو ٹسٹ، پالی گرافی ٹسٹ اور بریپ ٹسٹ متعلقہ شخص کی مرضی سے ہوگا۔ اس بنیاد پر یہ بل سپریم کورٹ میں خارج کر دیا جائے گا۔ مسٹر چدمبرم نے کہا ہے کہ بل حق رازداری کی خلاف ورزی کرتا ہے اور غیر آئینی ہے۔ یہ ایک چھلاوہ ہے جس کے دور رس نتائج ہوں گے۔ اسے پارلیمنٹ کی کمیٹیوں کے پاس بھیجا جانا چاہیے۔ اس بل کو سپریم کورٹ کی جانچ پرکھ (اسکروٹنی) سے گزرنا ہوگا، اس لیے تفصیلی تحقیقات کے لیے پارلیمنٹ کی کمیٹیوں / سلیکٹ کمیٹی وغیرہ کے پاس بھیجا جانا چاہیے۔ قانون میں اصلاح کے لیے 102/دن تک انتظار کیا جا سکتا ہے تو مزید کچھ دن انتظار کر لینا چاہیے۔

مسٹر چدمبرم نے کہا تھا کہ بیرون ملک میں کی گئی اسٹڈیز کے مطابق انگلیوں کے نشانات سے تفتیش چھ فیصد معاملوں میں ناکام ثابت ہوئی ہے۔ اسی طرح سے آئرس اور ڈی این اے کی تحقیق کے نتائج بھی صد فی صد نہیں رہے ہیں۔ قبل ازیں مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ نے ایوان میں یہ بل بحث کے لیے پیش کیا اور کہا کہ اس سے جرم ثابت کرنے میں مدد ملے گی، متعلقہ قانون 1920 میں بنایا گیا تھا اور اسے اب صورت حال کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے۔ اس میں ٹکنالوجی کا استعمال کرنے کے لیے ترمیمات کی جا رہی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پولس مجرمین کو پکڑ کر عدالت میں لاتی ہے، لیکن ثبوت کی کمی کے سبب انھیں سزا نہیں ہو پاتی ہے۔ اس بل کے پاس ہونے کے بعد پولس کو ثبوت اکٹھا کرنے میں مدد ملے گی اور اثبات جرم بڑھے گا۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ اگر اثبات جرم نہیں ہو تو مجرموں کو سزا نہیں ملتی، حکومت اور انتظامیہ میں سماج کا اعتماد کم ہونے لگتا ہے۔ (بقیہ صفحہ 13 پر)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈرافٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
رابطہ اور واٹس ایپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473377/1988